هفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۸/۱ر اکتوبر ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
۲/- روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ——— حضرت لاہوریؒ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ ۔ (رواہ مسلم)

ابی ذرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ نیکی کا کوئی کام کرتا ہے اور اس کام پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں ۔ اور ایک روایت میں ہے اور لوگ اس نیکی کے سبب سے اس سے محبت کرتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا یہ مومن کی خوشخبری ہے اسے جلدی ملنے والی ہے (یعنی دنیا میں خوشخبری دے دی گئی ہے اور آخرت کا اجر باقی ہے ۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا ۔ (رواہ البخاری)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں البتہ تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے ۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَرَأَیْتُ فِیْهَا امْرَأَۃً مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ تُعَذَّبُ فِیْ هِرَّۃٍ لَّهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا وَرَأَیْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِیَّ یَجُرُّ قُصْبَہٗ فِی النَّارِ وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ رواہ مسلم ۔

جابرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ مجھے دوزخ دکھائی گئی میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جو ایک بلی کے سبب سے عذاب پا رہی ہے جسے اس نے باندھ دیا تھا ، نہ اسے خود کچھ کھلایا اور نہ اسے کھولا کہ کھاوے حشرات الارض سے یعنی چوہے وغیرہ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی اور میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو دیکھا اپنی انتڑیاں دوزخ گھسیٹ رہا تھا یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد کرنے کی رسم ڈالی تھی ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ کَانَ فِیْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰی اَعْمَالِهِمْ ۔

عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے جو ان میں موجود ہوتا ہے سب پر عذاب آتا ہے پھر قیامت کے دن اپنے اعمال کے لحاظ سے اٹھائے جائیں گے ۔ (متفق علیہ)

جلد ۲۸ ● شمارہ ۱۳-۱۴

جمعۃ المبارک
۱۲-۱۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمن علوی
ظہیر میر ۔ ایم اے ایل ایل بی

دفاتر
کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، پہلی چورنگی ناظم آباد، کراچی ۔ فون ۔ ۲۱۱۴۴۳
لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ ۔ فون ۔ ۶۴۹۱۴

بدل اشتراک
سالانہ ...... ۱۰۰ روپے
ششماہی ...... ۵۰ روپے
سہ ماہی ...... ۲۵ روپے
فی پرچہ ۔/۲ روپے

ناشر ۔ مولانا عبید اللہ انور، طابع الٰہی بخش
مطبع کاسمو پرنٹرز ۲۱۰ ڈی مور ۔ ویٹ لاہور

الجہاد — الجہاد

گذشتہ دنوں لبنان کا یہودی نواز صدر بشیر جمائل بم کے دھماکے کا نشکار ہو گیا ۔ اس کے بعد اس کی پارٹی کے سفاک صفت لوگوں اور یہودی خونخواروں نے غریب فلسطینی عوام کو جس طرح گاجر مولی کی طرح کاٹ کر ان کی نعشوں کی بے حرمتی کی اس کا ساری دنیا کو علم ہو چکا ہے ——— صورت حال ایسی ہے کہ اس کا ساری دنیا میں بُرا منایا جا رہا ہے اور ہر فرد اس کی مذمت کر رہا ہے حتّٰی کہ خود اسرائیل کی حزب مخالف نے بھیڑیا صفت بیگن اور شیرون کی اقتدار سے علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے اور اس صورت کے خلاف سخت مظاہرہ کیا ہے ——— روسی سربراہ نے حال ہی میں صدر "ریگن" کو خط لکھا ہے کہ آئیں مل کر اسرائیل کا مقابلہ کریں ——— امریکی سامراج جو یہودی غنڈوں اور بدکرداروں کا سرپرست ہے اور اب بھی کہہ رہا ہے کہ اسرائیل کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے ——— اس نے بھی منافقانہ اور مکارانہ طریق سے مذمت کی ہے ۔ دنیائے عرب اور دوسرے مسلم ممالک بھی شور کر رہے ہیں اور انتقام کی صدائیں بلند کر رہے ہیں ۔

اسرائیل ۱۹۴۸ء میں دنیا بھر کے سامراجی ممالک کی شہ پر معرض وجود میں آیا اور ایک خاص منصوبے کے تحت اِدھر اُدھر سے یہودیوں کو اکٹھا کر کے وہاں بسایا گیا اور غریب عربوں کو گھروں سے بے گھر کیا گیا اُس وقت سے اب تک یہودی برابر غنڈہ گردی اور بربریت کا مظاہرہ کر رہے ہیں ——— نہیں کہا جا سکتا کہ جب سے اب تک کتنے غریب مسلمان تباہ ہو چکے ہیں ۔ عورتیں، بچے، بڑے اور بوڑھے بربریت کا شکار ہوئے، شہری آبادیاں اجڑیں، کھیت اور باغات تباہ ہوئے ——— ابھی کچھ عرصہ قبل فلسطینیوں

کا قتل عام لبنان میں ہوا اس کے بعد بین الاقوامی بہروپیوں نے ایک نام نہاد معاہدہ کرایا جس کے نتیجہ میں ۳۴ سال سے غربت و مہاجرت کی زندگی گذارنے والے فلسطینیوں کو ایک بار پھر غربت و مہاجرت پر مجبور کیا گیا ——— اکثر چلے گئے اور جو غریب باقی رہ گئے ان کا اب یہ حشر ہوا ——— فیا حسرتا دیا اسفاہ۔

کتنے ستم کی بات ہے کہ دنیائے عرب میں بسنے والے مسلمان اور دوسرے خطوں کی مسلم آبادیاں لبنان کی جنگ کے موقع پر ٹسوے بہانے میں مصروف رہیں اور انہوں نے کسی قسم کی عملی امداد کا مظاہرہ نہ کیا ——— ہم سمجھتے ہیں کہ فلسطینی مسلمان دنیائے عرب میں "دفاعی لائن" تھے ان کا حوصلہ تھا کہ وہ برابر مقابلہ کر رہے تھے لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ دنیا کے مسلمانوں نے ان کی بے بسی کا تماشہ دیکھا اور ذرہ برابر انگڑائی نہیں لی ——— اب وہ دفاعی لائن ٹوٹ چکی ہے، وہ حصار تباہ ہو چکا ہے۔ اب دنیا میں ہڑتالیں کرنا، احتجاج کرنا، اقوام متحدہ کے نام کی دہائی دینا یہ سب رسمی باتیں ہیں ——— اگر مسلمان قوم زندہ رہنا چاہتی ہے تو ہڑتالوں اور اس قسم کی رسمی کارروائیوں سے کچھ نہ بنے گا ——— اس لئے ماضی کی طرف پلٹنا ہوگا ——— سادگی اور کفایت شعاری کو اپنانا ہوگا، اللہ تعالےٰ کے بخشے ہوئے وسائل کو قومی مقاصد کے لئے وقف کرنا ہوگا۔ جس دولت کے بل بوتے پر یورپ کی سیرگاہوں میں عیاشیاں کی جاتی ہیں اس کا رُخ موڑنا ہوگا۔ یورپ و امریکہ کے بینکوں میں جو دولت جمع ہے اسے وہاں سے نکال کر غریب مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہوگا تیل کی نعمت کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا ہوگا، ہر بالغ کو فوجی ٹریننگ دینا ہوگی۔ اور کھیل کود کے اللے تللوں کو بند کر کے مخلص مسلمان بننا ہوگا ——— تب بات بنے گی

نوجوان سرسر و کنگھی کا شیدائی بن چکا ہے۔ علمائے ملت کو لڑانے میں مشغول ہیں۔ صوفیا زہد و تقویٰ کی کھیتی کو سیراب کرنے کے بجائے اس مقدس شغل کو دنیوی مفادات کا ذریعہ بنا چکے ہیں ——— بدبختی و نامرادی پوری قوم کا مقدر بن چکی ہے ——— اس لئے ہم گذارش کریں گے ہر طبقہ سے، ہر گروہ سے اور ہر فرد سے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال لیں ورنہ ؏

"تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں"

ارباب اقتدار سے!

موجودہ مارشل لاء انتظامیہ کو اقتدار سنبھالے ساڑھے پانچ برس گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک نہ ہی اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں کوئی قابلِ ذکر پیش رفت ہوئی ہے نہ جمہوریت کی بحالی کے لئے کوئی اقدام کیا گیا ہے بلکہ سیاسی رہنماؤں کو مسلسل قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑ رہی ہیں۔ ابھی پچھلے

اظہارِ تشکّر

میرے چھوٹے بھائی حافظ خلیل الرحمن مرحوم جن کا ۲۳ اور ۲۴ اگست کی درمیانی رات کو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہونے کے بعد سول ہسپتال وزیر آباد میں انتقال ہو گیا تھا ان کی وفات حسرت آیات پر جن احباب نے تعزیت کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً ان کا جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے اخبار ہذا کے ذریعے میں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعاگو ہوں اللہ تعالےٰ ان کو بھی میرے اس غم میں برابر کا شریک ہونے پر اجرِ عظیم عطا فرمادے۔

(مولوی) غلام مرتضیٰ چیئرمین تحصیل زکوٰۃ و عشر کمیٹی تحصیل ھڈیاں بالا

قاری مقبول الرحمن مسجد توحید سنت نگر لاہور

مقالہ خصوصی

چیئرمین صاحب! ——— مستعفی ہو جائیں

علامہ سید محمود احمد رضوی کی قیادت میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کئی سال سے کام کر رہی ہے اس کمیٹی کے فرائض بڑے واضح ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اصل فرائض کے بجائے کچھ اور مسائل ان کی نظر میں زیادہ اہم ہو گئے ہیں ——— جبھی تو عیدالفطر کے بعد اب عیدالاضحیٰ کا چاند الجھا دیا گیا ——— عیدالفطر کے چاند کا اعلان رات گیارہ بجے کیا گیا اور پوری قوم کو مبتلائے مصیبت رکھا گیا ——— اب عیدالاضحیٰ کے متعلق اعلان کر دیا کہ وہ ۲۹ ستمبر بروز بدھ منائی جائے گی ——— لیکن کراچی سے مولانا احتشام الحق صاحب علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا احترام الحق صاحب نے اعلان کیا کہ ہم نے جو رویت ہلال کمیٹی حالات سے مجبور ہو کر قائم کی ہے وہ پوری طرح ذمہ داری سے اعلان کر رہی ہے کہ عید ۲۸ کو ہوگی ——— ان کے اس اعلان کے بعد رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین نے نہ صرف لاہور اجلاس کا اہتمام کیا بلکہ سندھ کی زونل کمیٹی کو بھی توجہ دلائی کہ وہ اجلاس کر کے صورت حال کی چھان پھٹک کرے۔ اس کے بعد اگر فیصلہ بدلنا پڑا تو ہم اپنی انا کا مسئلہ بنائے بغیر اسے بدل دیں گے۔

کراچی اجلاس ہوا وہاں متعدد شہادتیں سامنے آئیں ادھر لاہور میں رائے ونڈ کے مرکز تبلیغ سے تعلق رکھنے والے متعدد حضرات نے شہادتیں دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اعلان کر دیا گیا کہ اب عید ۲۸ ستمبر بروز منگل ہوگی۔ مولانا احترام الحق کے اعلان کے بعد پورا ملک اضطراب کا شکار تھا لیکن مقام شکر ہے کہ سرکاری مرکزی کمیٹی نے عقل کے ناخن لئے اور اس اضطراب سے قوم کو بچا لیا ——— اس موقعہ پر چند سوالات سامنے آتے ہیں جن کا جواب ارباب حل و عقد کے ذمہ ضروری ہے۔

وہ کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے عام لوگ ہمارے یہاں "شہادت" سے گھبراتے ہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ یہاں "شہادت" کا طریق کار اتنا پر پیچ اور پریشان کن ہے کہ عام لوگ اس سے گھبراتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ رویت ہلال کے مسئلہ میں بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

سرکاری کمیٹی نے کن بنیادوں پر ۲۹ ستمبر کی عید کا اعلان کیا اور اب جب کہ اس پر ان کے فیصلہ کی غلطی واضح ہو گئی ہے تو کیا چیئرمین صاحب اور ان کے رفقاء رضاکارانہ طور پر استعفیٰ دے کر اچھی روایت قائم کریں گے۔؟ اگر تو ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ورنہ ہم حکومت سے مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ وہ ان حضرات کو اب آرام کے لئے گھر بھیج کر زیادہ حساس اور ذمہ دار حضرات کو موقعہ دے ———

ذرائع ابلاغ پر تبدیلی کے فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے یہ تاثر دینا کہ چونکہ حکومت سعودیہ نے وقوف عرفات اور عید سے متعلق پہلے اعلان کو بدل کر ایک دن کم کر دیا ہے ——— اس لئے گویا یہاں بھی فیصلہ متاثر

(باقی ۱۰ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط وترتیب : علوی

تکبّر عزازیل را خوار کرد

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔

بزرگانِ محترم، برادرانِ عزیز! "المتکبر" اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے اور اگر غور کیا جائے تو اس کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو پہنچتا ہے کہ اس کے قبضہ میں سب کچھ ہے اور وہ جو چاہے کر گذرے لیکن اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تکبر کا اظہار کرے ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ بھی شرک ہے اور شرک خدا کو قطعاً پسند نہیں ۔ اس سے وہ سخت ناراض ہوتے ہیں ——— جو مختصر آیت عرض کی اس کا ترجمہ ہے :۔

"اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور و جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتے ہیں"۔

یعنی وہ ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ ایک جگہ ہے "یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے"۔

سورۂ اعراف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے :۔

"کہ جو لوگ دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا انہیں قطعاً حق نہیں انہیں میں اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا"۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :۔

"وہ شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا جس کے قلب و دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر و کبر ہوگا"۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے تو جو کوئی شخص ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں مجھ سے جھگڑا کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دوں گا، اور ذرا پروا نہیں کروں گا

نیز ایک حدیث میں ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا"۔

میرے محترم بزرگو! یاد رکھیں کہ تکبر کسی صورت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس طرح انسان ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے ۔

؎ تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

خدائے بزرگ و برتر کے حضور رائی کے دانے کے برابر تکبر گوارا نہیں اور جو شخص کسی دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی تکبر کا اظہار کرتا ہے اور یہ بات از حد مکروہ ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے :۔

"کسی مسلمان کو حقیر مت سمجھو کہ صغیر مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیر ہے"۔

اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر حضرت الامام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا قول نقل فرماتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان اس شخص پر حرام ہے جو کسی کافر سے اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے (معرفت حق بر آنکس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بہتر می گرداند) اہل اللہ اپنے متعلقین پر جو محنتیں کرتے ہیں ان کا مقصد انہی رزائل خبیثہ سے پاک کرنا ہوتا ہے اور ان بداخلاقیوں اور رزائل میں "تکبر" بہت ہی مکروہ اور قبیح جرم ہے ۔ ذکر و فکر کا مقصد ان رذائل سے پاک ہونا ہے ۔ اس لیئے آپ حضرات جو یہاں آتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور کوشش کر کے ان رذائل اور خرابیوں سے اپنے آپ کو پاک کریں ۔ تصوف و سلوک اور اس کوشش، جد و جہد کی یہی غرض ہونی چاہیئے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے کرم سے نوازے ۔ آمین !

بقیہ : جمہوری اور روحانی نظام کی ضرورت

ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے پنجاب اور کراچی یونیورسٹی کے برعکس بلوچستان یونیورسٹی سیاست اور نعرہ بازی سے پاک ہے ۔ اساتذہ اور طلباء دونوں ہی اپنے مقاصد میں معروف رہتے ہیں ۔ کوئٹہ کی "بک شاپس" میں انگریزی کتابیں بہت جلد ختم ہو جاتی ہیں ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں تعلیم کا معیار بہتر ہو رہا ہے ۔ میری دانست میں اگر بلوچستان یونیورسٹی خاموشی سے حالیہ رفتار سے کام کرتی رہی تو وہ بہت جلد پاکستان کی دوسری یونیورسٹیوں میں سرفہرست ہوگی اور اس کا معیار تعلیم سب سے بلند ہوگا ۔ لیکن یہاں پہ اس بات کو تسلیم کیئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، کہ بعض اوقات نئی نسل میں احساس محرومی کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنیاد پر افسانوں کی عمارت کھڑی کر دی جائے ۔ معروف مفکر اور تاریخ دان ٹائن بی سے یہ کہا گیا کہ آج کل تمہاری کتابوں پر برطانیہ میں سخت تنقید ہو رہی ہے ۔ تو اس نے کہا تھا کہ دوسری جنگ کے بعد برطانیہ دوسرے درجے کی طاقت بن کر رہ گئی ہے جس کی وجہ سے یہاں کے دانشور مایوس ہو کر میری کتابوں پر تنقید کر رہے ہیں جبکہ اس سے پہلے وہ میرے مداح تھے اس طرح اب میرے خلاف فرسٹریشن کا اظہار کر رہے ہیں ۔

ضروری اطلاع

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے سبب یہ شمارہ یکم اور ۸ اکتوبر کا مشترکہ شمارہ ہے ۔ اطلاعاً عرض ہے (ناظم)

بقیہ : ارباب اقتدار سے !

دونوں قائد جمعیۃ حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب کو گھر سے جیل کی سی کلاس میں منتقل کر دیا گیا ہے کم از کم اس قسم کے غیر اخلاقی ہتھکنڈوں سے تو فوجی حکمرانوں کو پرہیز کرنا چاہیئے اللہ رب العزت ہماری قوم کی کشتی کو آزمائشوں کے گرداب سے نکالے ۔

احقر محمد اجمل قادری

مدرسہ قاسم العلوم لاہور

بقیہ : شب و روز

جماعتی حضرات حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور جماعتی صورت حالات پر غور و غوض ہوتا رہا ۔

خطبہ عید الاضحیٰ

ضبط و ترتیب : علوی

قربانی ◎ سنّتِ خلیل علیہ السلام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیدُ اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا الآیہ -

بزرگان محترم ! سورۃ حج کی جو آیات نقل کی گئی ہیں ان کا تعلق قربانی سے ہے —— گذشتہ صحبت میں "واقعہ ذبح عظیم" اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا تھا جس میں بتلایا گیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں جو فرزند نصیب ہوا وہ سن شعور کو پہنچا تو وحی کے ذریعہ (جس کا تعلق خواب سے تھا) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ذبح کرنے کا حکم ہوا - سعادت مند بیٹے نے بلا حیل و حجت تیاری کر لی ، اور باپ بیٹا دونوں راہ حق میں قربان ہونے پر تیار ہو گئے —— اس کے بعد جو بات عرض کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ نبی کریم علیہ السلام کے بقول جو قربانی اب ہم ذوالحجہ کے تین ایام ۱۰-۱۱-۱۲ میں کرتے ہیں وہ وہی سنّت ابراہیمی ہے . چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا اور نبی کریم علیہ السلام نیز امت محمدیہ کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے — جیسا کہ دو تین جمعے قبل تفصیل سے عرض کیا گیا . اس لئے براہیمی سنت ہمارا مقدر ٹھہری — ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

قربانی کی تاریخ

قرآن عزیز کی سورہ حج کی آیت ۳۴ واضح طور پر بتلاتی ہے کہ ہر امّت میں قربانی کا عمل و رواج تھا - اس آیت کا ترجمہ ہے :-

" اور ہر امّت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ اللہ نے جو چارپائے انہیں دئے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں - پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے بس اسی کے فرمانبردار ہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو " (حضرت لاہوریؒ)

بقول حضرت الامام لاہوریؒ قدس سرہٗ " خدائے قدوس کے نام پر قربانی کا رواج ہر امت میں رہا ہے اور ایسی تواضع کرنے والوں کے لئے بارگاہِ الٰہی سے بھی پیغام بشارت ہے " لگے ہاتھوں یہ سن لیں کہ اس سے متصل آیت میں اللہ تعالیٰ نے المخبت (یعنی عاجزی کرنے والا) کی تعریف اس طرح کی کہ " وہ لوگ جب اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آئے تو صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں " .

بہر طور بات ہو رہی تھی قربانی کی اور ہم نے قرآن عزیز کے حوالہ سے عرض کیا کہ یہ عمل خیر و برکت کوئی نئی چیز نہیں کہ اس پر بعض لوگ ناک منہ چڑھاتیں جیسا کہ ہمارے دور کے الحاد پسند اور منکرین حدیث کرتے ہیں - بلکہ یہ رسم ایثار تو ہر نبی اور اس کی امت میں موجود تھی اور آپ جانتے ہیں کہ جدِ انسانیت حضرت آدم علیہ السلام جو گویا پہلے انسان اور نبی تھے ان کے دَور کی قربانی کا ذکر سورۃ مائدہ میں موجود ہے تو اس آیت میں قربانی کی غرض بڑے لطیف پیرائے میں یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو جو ان کے کام کے مویشی عطا فرمائے ہیں انہیں وہ کبھی کبھی اس کا نام لے کر اس کے حکم سے ذبح کریں . ظاہر ہے انسان کو جس طرح باقی نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اسی طرح مواشی بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بخشتی ہے . تو اس کی عطا و بخشش میں سے اس کے نام پر کبھی کبھار ایسا بھی ہونا چاہیے تاکہ بندوں کے دل میں یہ بات کبھی نہ آئے کہ فلاں چیز ہماری ہے بلکہ یہ احساس رہے کہ سب اللہ ہی کا ہے اور وہ اپنے دئے ہوئے میں سے جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے - لیکن ایک صاحب دل کے بقول " اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تو بھلا دیا اور اوروں کے نام قربانی کرنے لگے " کتنے تاسف اور افسوس کا مقام ہے کہ دوسرے معاملات کی طرح قربانی میں بھی آمیزش اور ملاوٹ شروع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے نام پر جانور مختص ہونے اور ذبح ہونے لگے - یہ بھی شرک کی ایک شکل ہے اور شرک کسی شکل میں بھی ہو ناقابل معافی ہے -

بعض مسائل

اسی سورۂ حج کی آیت ۳۶ میں قربانی کے جانور کی عظمت و اہمیت اور بعض مسائل کا ذکر ہے —— ارشاد ہے :-

" اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے بھی ہیں - پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں - تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور سائل کو بھی کھلاؤ - اللہ نے انہیں ایسا مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو " (حضرت لاہوریؒ)

" شعائر اللہ " اللہ تعالیٰ کی مخصوص نشانیوں کو کہا جاتا ہے یہاں قربانی کے جانور کو " شعائر اللہ " میں شمار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت حق کے نزدیک ان کی بڑی قدر و منزلت ہے اور قدر و منزلت کیوں نہ ہو اس کی ابتدا بڑی حسین ہے ایک پیغمبر اپنے لخت جگر کو قربان کرنے کی فکر میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ " بینڈھا " ذبح کرا کے پیغمبرزادے کو بچا دیتے ہیں وہ بینڈھا اور جانور معمولی درجے کا تو ہو نہیں سکتا - اب اس کے بعد جو جانور اس عنوان سے ذبح ہوگا وہ بہرطور قیمتی ہوگا اور بہت ہی زیادہ - باقی یہ وقت مسائل کا نہیں - خدام الدین میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے مسائل چھپ گئے ہیں - ویسے علماء سے بوقت ضرورت معلوم ہو سکتے ہیں تاہم جتنی بات اس آیت میں ہے وہ سن لیں - مسئلہ یہ ہے کہ گائے بھینس ، بکرا بکری ، بھیڑ دنبہ وغیرہ قربان کیا جائے تو انہیں لٹا کر ذبح کیا جائے لیکن اونٹ ہو تو اس کی جسامت و قد کے سبب لٹانا مشکل ہے لہذا کھڑا کرکے اسے نیزہ مار کر گرا لیں - اس کے بعد حسب طریقے

صاف کر کے استعمال میں لائیں۔ اسے عربی میں "نحر" کہتے ہیں۔ گوشت کے ضمن میں یہ ہونا چاہیے کہ اپنے اور اپنے عزیزوں کے ساتھ سائل اور بالخصوص سفید پوش غریبوں کی مدد و خدمت کریں۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایک ثلث اپنے استعمال میں لائیں۔ ایک ثلث دوست احباب اور اعزہ میں بانٹیں، ایک ثلث غرباً میں ـــــ رہ گیا کھال وغیرہ کا سلسلہ تو ذاتی تصرف میں اسے لانا درست ہے ورنہ پھر اس کو خیرات کر دیں قصاب وغیرہ کو اجرت میں دینا یا غنی امام مسجد کو عوضانہ میں دینا درست نہیں۔

قربانی کی روح

اس کے بعد آیت ۳۷ ہے جس میں قربانی کی روح کا ذکر ہے۔ارشاد ربانی کا ترجمہ حضرت لاہوریؒ کے الفاظ میں سماعت کریں۔

"اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔ اسی طرح انہیں (جانوروں کو) تمہارے تابع کر دیا تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنا دو۔"

گویا "اللہ تعالےٰ کے ہاں تمہارے جذبات صادقہ کی قدر ہے جو قربانی کرا رہے ہیں۔" (حضرت لاہوریؒ) ایک شخص بیش قیمت جانور ذبح کرتا ہے لیکن نیت میں فتور ہے تو اس کی قربانی عبث و بیکار ہے لیکن ایک شخص واجبی سا جانور (جس میں شرائط بہرحال ہیں) ذبح کرتا ہے اور نیت رضائے الٰہی کا حصول ہے تو سبحان اللہ ـــــ جانوروں کی تسخیر کا ذکر اس لئے کیا کہ معلوم ہو سکے کہ جب اللہ کا ہم پر یہ کرم ہے کہ اس نے ہر چیز ہمارے تابع کر دی تو ہمیں بھی ذرا احساس کرنا چاہیئے۔ بقول سعدی مرحوم ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

کہ یہ تمام چیزیں تیرے لئے ہیں تو تجھے اپنے خالق و مالک کا بن کر رہنا چاہیئے، تیری نیازمندیوں، عبادت و بندگی، سجدہ و رکوع، عاجزی و تواضع ہر چیز کا تعلق تیرے اللہ سے ہونا چاہیئے۔ پھر اس کا یہ بھی تو احسان ہے کہ اس نے ہدایت کا سامان کیا۔ تمہیں ہدایت دی۔ ماں کے پیٹ سے لے کر زندگی کے ہر موڑ تک تمہاری ضرورتیں پوری کیں، تو کیا تمہارا فرض نہیں کہ تم سب کچھ اس کے نام پر تج دو ـــــ گویا روح قربانی اپنا سب کچھ اس کے آستانہ پر قربان کر دینے کا عزم ہے۔ ایسا عزم انسان کو زندگی کے ہر میدان میں سرخرو کامیاب کرتا ہے اور انسان کو اس کے ذریعہ آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو روح قربانی سے معمور فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: چیئرمین صاحب

[illegible] حالانکہ سعودی عرب [illegible] تبدیلی کا کوئی اعلان نہیں۔ جو فیصلہ پہلے تھا وہ اب ہے اپنی خفت مٹانے کے لئے اس قسم کا تأثر انتہائی افسوسناک ہے۔ اگر ان لوگوں کی شہادتوں پر اتنی بڑی تبدیلی ممکن ہے تو زندگی کے باقی شعبوں میں وہ مجرم کیوں؟

ہمیں ایک نئے جمہوری و روحانی نظام کی ضرورت ہے

نئی نسل کی از سرِ نو تربیت کی جانی چاہیے

ـــــ مشہور مذہبی سکالر ڈاکٹر رشید جالندھری کی حرمت سے بات چیت ـــــ

ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ اختلاف رائے کی بنیاد پر ایک دوسرے کی تکفیر ہمارا مشغلہ بن گیا ہے ـــــ خاص طور پر مرزائیوں کی مخصوص ذہنیت کے پیش نظر ہر کسی کو مرزائی سمجھ لیا جاتا ہے ـــــ ہمارے محترم کرمفرما اور ملک کی انتہائی معروف علمی و روحانی شخصیت ڈاکٹر رشید احمد جالندھری بھی اسی حادثہ کا شکار ہوتے اس سے قبل وہ اسلامی تحقیقاتی ادارے کے سربراہ وغیرہ رہ چکے ہیں حضرت مولانا حسین احمد مدنی وغیرہ سے ان کا تعلق ان ملازمتوں کے خاتمہ کا ذریعہ بنا۔ جو انتہائی سوقیانہ حرکت ہے۔ اب کالعدم جماعت اسلامی کے قیم قاضی حسین احمد صاحب نے ان پر قادیانی ہونے کا الزام لگایا ہے ـــــ جماعت اسلامی جو صالحیت کی دعویدار ہے اس کے رہنماؤں کو اس قسم کی الزام تراشی زیب نہیں دیتی ـــــ ہم جہاں ذاتی معلومات کی روشنی میں اس "بہتان عظیم" کی سختی سے تردید کرتے ہیں وہاں معاصر عزیز "حرمت" راولپنڈی کی اشاعت ۲/۹ ستمبر ۱۹۸۲ء سے موصوف کا ایک انٹرویو بھی نقل کر رہے ہیں ـــــ تاکہ قاضی حسین احمد صاحب سمیت دوسرے حضرات اپنے رویہ پر نظر ثانی کر کے اپنے اس جرم و گناہ کی اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ سکیں ـــــ ہمیں ملک کے معروف قومی اخبار "نوائے وقت" سے بھی شدید گلہ ہے کہ وہ آئے دن اس قسم کے شوشے چھوڑنے اور ان پر نوٹ لکھنے کا عادی ہو چکا ہے ـــــ ادارہ نوائے وقت سے بھی احتیاط کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

س: ملک میں اجتماعی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں آپ ان کوششوں کو کس طرح دیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: بھائی! واقعہ یہ ہے کہ اصولی طور پر ایک نئے روحانی نظام کی تلاش وقت کا اہم تقاضا ہے جس کے لئے نہ صرف مسلم مفکر بلکہ مغرب کے ممتاز مفکرین بھی مضطرب ہیں مثلاً آئن شٹائن اور ٹائن بی بھی ایسے روحانی نظام کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ CIVILIZATION IN TRIAL (تہذیب کی آزمائش) ٹائن بی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں اس نے تفصیل سے مشینی آدمی کی محرومیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حالیہ دور میں پاکستان کی کوئی بھی حکومت مسلمانوں کے موجودہ مسائل کو حل کرنے کے لئے ایسے نظام کی تلاش میں ہے تو یہ امر بذات خود ایک درست اقدام ہے اور مسلمانوں کی تمناؤں کا مظہر ہے۔ پاکستان میں ماضی میں نظام مصطفےٰ کے نام سے تحریک چلی اور اس سے پہلے بھی لوگوں نے مظاہرے کئے اور ان مظاہروں کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم موجودہ اجتماعی نظام سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہرچند کہ عوام نے اپنی امنگوں کے

اظہار کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ پاکستان ایران اور افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا محرّک یہی جذبہ ہے کہ ہمیں ایک ایسے جمہوری روحانی نظام کی ضرورت ہے جو ہمارے مادی و روحانی مسائل کا حل پیش کر سکے چنانچہ ہمیں اپنی روایات کے مطابق اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے اپنا تاریخی کردار ادا کرنا چاہیئے۔ اگر موجودہ حکومت اس مبارک کام میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ ایک تاریخی کارنامہ ہوگا۔

س: ابھی تک نظام اسلام کے قیام کے سلسلہ میں جو پیش رفت ہوئی مذہبی اور دوسرے حلقے اس سے مطمئن نہیں ہیں اور ان کا خیال ہے کہ نفاذ اسلام کی رفتار اطمینان بخش نہیں۔ آپ یہ فرمائیں۔ اسلام کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے کیا کیا جانا چاہیئے اور دشواریاں کیا ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کی تعبیر میں متعدد نقطہائے نظر سے بھی دشواری پیش آ رہی ہے آخر کس تعبیر یا رائے کو آخری رائے مانا جائے؟

ج: یہ صحیح ہے کہ اسلامی نظام کی تعبیر و تشریح میں اختلاف ہے جس کے نتیجہ میں بعض حلقوں کے مطابق فکری انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض افکار فکری انتشار کا موجب بنتے ہیں لیکن اختلاف رائے اور اختلاف فکر بشرطیکہ وہ اخلاص سے ہو اور علمی ہو۔ صحت مند روایات کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ مذہب کے بلند اصول ہوں یا اخلاق کے بلند پایہ افکار یا ادب عالیہ کی تخلیق ان سب میں اختلافِ فکر نے نمایاں رول ادا کیا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ عملی طور پر اسلام کو کس طرح نافذ کیا جائے اور اس کی تشریح میں جو اختلافات سامنے آئے ہیں ان سے کس طرح عہدہ برآ ہُوا جائے اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ جن لوگوں نے گہری سوچ بچار کے بعد مسلم تہذیب و ثقافت اور مغربی انداز فکر کی ویرانیوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کا خواب دیکھا تھا انہی شخصیات کے افکار کی روشنی میں نئے اجتماعی نظام کی بنیادیں تلاش کی گئیں مثلاً ڈاکٹر اقبال جنہوں نے پاکستان کا تخیل دیا ان کا خیال یہ تھا جیسا کہ انہوں نے ۱۹۳۰ء کے الہ آباد کے خطبہ میں واضح کیا تھا کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی کی تشکیل چاہتے ہیں جو اسلام کے آفاقی ابدی اور بلند اصولوں پر مبنی ہو اور ان تمام دھبوں کو دھو دیا جائے جو عرب ملوکیّت نے اسلام کے دامن پر لگائے ہیں

اقبال کی تحریروں خاص طور پر چھ انگریزی لیکچرز اور دوسری نثر کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس نظریۂ حیات کی نئی شکل کیا ہو گی ان تحریروں کے مطالعہ کے بعد یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اقبال ایک ایسے جمہوری نظام کے قائل ہیں جس کی بنیادیں اخلاقی قدریں ہیں اور اس میں سرمایہ دارانہ نظام یا خالص مادی نقطۂ نظر کی گنجائش نہیں نیز یہ کہ سیاسی جمہوریت کے ساتھ معاشی اور اقتصادی عدل و انصاف کا قیام ازبس ضروری ہے یہ نقطہ نظر ایسا ہے جس سے کسی ممتاز عالم یا مفکّر کو اختلاف نہیں۔

عرض میں یہ کر رہا تھا اس نظام کو عملی طور پر نافذ کرنے کی ابتدا معاشی انصاف سے ہونی چاہیئے۔ دوسرے معنوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی نظام کا تعلق خالق اور مخلوق دونوں سے ہے۔ عبادات جو بہت ہی اہمیت رکھتی ہیں اور انسان کی اخلاقی اصلاح میں زبردست رول ادا کرتی ہیں۔ انسان کا رشتہ خدا سے جوڑتی ہیں رہا مخلوق کا سوال تو اس کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے ان معاملات کو باحسن طریقِ انجام دینے کے لئے قرآن مجید، سنّتِ رسولؐ اور خلفائے راشدینؓ کا عمل ہمارے

لئے دلیل راہ ہے۔ اقبال نے انہی سرچشموں سے سیراب ہو کر اجتہاد سے کام لیتے ہوئے نئے مسائل کو سلجھایا ہے۔ اس نوع کی ایک تقریر انہوں نے پنجاب کونسل کے ایک اجلاس میں کی اور کہا "میری نظر میں ہندوستان میں اسلام کے مستقبل کا انحصار پنجاب کے کاشت کاروں پر ہے"۔ مطلب یہ کہ ان کسانوں کو صحیح تربیت دی جائے جو نئی سوسائٹی کی تخلیق میں بنیادی کردار ادا کریں گے اقبال نے پنجاب کا نام اس لئے لیا تھا کہ یہاں کسانوں کی اکثریت تھی ظاہر بات ہے کہ مسلم اکثریت کی صحیح تربیت ہو جائے تو پھر ہماری مشکلات کا ازالہ بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اقبال کے فرمودات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس سے ہمارے بہت سے اقتصادی اور معاشرتی مسائل حل ہو سکتے ہیں مثلاً ۱۹۰۶ء میں انہوں نے کہا تھا کہ مسلمانوں کو اپنی تہذیبی بقا کے لئے جاپان سے سبق لینا چاہیئے یہ کہتے ہوئے ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ "جاپان" ایشیا میں ایسا ملک ہے جس نے اپنی بے پناہ محنت سے کام لے کر مغرب کو شکست دی ہے۔ اگر جاپان یہ تاریخی کام کر سکتا ہے تو پاکستان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ہم اسلامی امّہ کا ایک اہم عنصر ہیں۔ اگر ہم صحیح منصوبہ بندی کریں اور دیانت داری سے کام کو آگے بڑھائیں تو معجزوں کی تخلیق ہو سکتی ہے اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ اس نئی سوسائٹی یا معاشرہ کی تخلیق میں بنیادی کردار نسل نو ادا کر سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہوگا جب نئی نسل کی ازسرِ نو تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے یعنی ذہن میں انقلاب برپا کئے بغیر نئی سوسائٹی کی تخلیق اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ متضاد تعبیریں جن کے بارے میں اکثر اظہار خیال کیا جاتا ہے کی تفہیم کے لئے ہمیں اقبال کے خیالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس مطالعہ کے بعد ہمیں ایک فلاحی جمہوری ریاست کی تشکیل میں بڑی مدد ملے گی۔

میں نے پہلے بھی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا ہے ڈاکٹر اقبال بھی نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں برپا کرنے کے قائل تھے۔ جہاں تک قانونی تبدیلیوں کا تعلق ہے وہاں میرا ہمیشہ سے خیال رہا ہے کہ اس کورس میں ڈاکٹر صاحب کے چھٹے لیکچر کو شامل کرنا بہت مفید رہے گا۔ بلکہ مَیں نے اس سے پہلے اپنے بعض مضامین میں بھی یہ لکھا ہے کہ ان خطبات کا اب عربی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور اس لیکچر کو اگر درس نظامی میں شامل کیا جائے تو یہ بہت مفید ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے عہد کے معروف علماء سے بھی استفادہ کیا ہے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اہل نظر کو علم ہے اس طریقہ سے اس فکری انتشار سے بچ نکلنے میں ہم یقیناً کامیاب ہو جائیں گے جس کا اظہار بعض اہل درد کرتے رہتے ہیں:

س: ڈاکٹر صاحب! آپ کے مختلف مکاتب فکر کی شخصیات سے تعلقات ہیں جن میں کیمونسٹ بھی شامل ہیں جبکہ آپ خود مسلمان ہیں اور دیوبندی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا تعلق احمدیوں کی لاہوری جماعت سے بھی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ وضاحت فرمائیں گے؟

ج: یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میرے اکثر دوست جانتے ہیں کہ میرا تعلق دیوبندی مکتبِ فکر سے ہے اور تصوّف کی طرف میرا رجحان کچھ زیادہ ہی ہے — اس بات سے بہت لوگ واقف ہیں کہ میرے اور میرے خاندان کی عقیدت برصغیر کے معروف روحانی رہنما مولانا حسین احمد مدنی سے ہے۔ میرے خلاف "جرم" کی جب سے فہرست تیار ہوئی وہاں مولانا حسین احمد

مدنیؒ کا نام آیا۔ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں ان کے درس میں شریک رہا ہوں اور ان سے روحانی اور علمی استفادہ کیا ہے یہ شرف میری زندگی کا اہم کارنامہ ہے۔ کیا کوئی قادیانی مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عقیدت مند ہو سکتا ہے؟ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی کہے کہ مرحوم عطاء اللہ شاہ بخاریؒ در پردہ مرزائیوں سے ملے ہوئے تھے۔

"مجھے فخر ہے کہ میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کے درس میں شریک رہا ہوں"

اس میں شک نہیں کہ میرا تعلق ہر مکتب فکر کے افراد سے ہے نہ صرف مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر سے بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی۔ باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ بعض لوگوں نے خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ میرا تعلق احمدی جماعت کے لاہوری فرقہ سے ہے اس کے بارے میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ مکروہ پروپیگنڈا کیا ہے انہوں نے کسی اخلاقی ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا۔ میرے اکثر مضمون نظریۂ مہدیت اور احمدی جماعت کے بانی کے خیالات کی تردید میں ہیں۔ مثلاً حال ہی میں میں نے اپنی تالیف "قرآن مجید، اسلامی فکر کا بنیادی سرچشمہ" طـ ۱۹۸۱ء میں لکھا ہے کہ نبوت کا ظلی یا بروزی تصور قرآنی اور اسلامی روایات اور مسلم مفکرین کے اجتماعی فیصلے کے یکسر خلاف ہے اس کا کوئی تصور قرآن یا عرب روایات سے نہیں۔ یہ وقت کی ستم ظریفی ہے کہ مجھ جیسے آدمی کے بارے میں جس نے اس مسئلہ پر تھوڑا بہت لکھا ہے اور جو رسولِ خدا کے ساتھ کسی دوسرے خود ساختہ نبوت کے ذکر کو بھی رسولِ اکرمؐ کے خلاف گستاخی تصور کرتا ہے، کے بارے میں یہ پروپیگنڈا واقعی گھٹیا سیاست اور اخلاقی پستی کا کرشمہ ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میں کسی بھی مذہب کے خلاف خواہ وہ کوئی ہو سوقیانہ انداز میں بات کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف سمجھتا ہوں۔ یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ بلوچستان یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں کوئی فاسد عقیدے کا آدمی نہیں جا سکتا۔ بلوچستان کے لوگ پٹھان ہوں یا بلوچ، اپنی مذہبی روایات میں دوسرے صوبوں سے زیادہ معروف ہیں۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ اور وائس چانسلر انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ میرے تقرر پر انہوں نے پوری انکوائری کر لی تھی۔

س: آپ بلوچستان سے حال ہی میں آئے ہیں اور وہاں آپ یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ آپ اس خیال سے اتفاق کریں گے کہ بلوچستان میں نئی نسل میں بے چینی بڑھ رہی ہے؟

ج: دیکھئے نہ صرف بلوچستان بلکہ پورے پاکستان میں نئی نسل نئے فکر سے سرشار ہو رہی ہے۔ آپ غور و فکر پر پہرے نہیں لگا سکتے جوانی کا یہ فطری تقاضا ہے کہ وہ ایک جذبہ کے ساتھ تلاش حق کے لئے سرگرداں رہے لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ کراچی، لاہور یا اسلام آباد میں بعض لوگ بلوچستان یونیورسٹی کے بارے میں غلط مفروضے قائم کرتے رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے اس اہم تاریخی اور سیاسی علاقے میں لوگ کسی اور انداز میں سوچتے ہیں البتہ اتنی بات درست ہے کہ نئی نسل بعض تصورات سے دست بردار ہو رہی ہے۔ پرانے تصورات کی جگہ نئے تصورات سامنے آ رہے ہیں سنجیدہ علمی حلقوں کی رائے یہ ہے کہ علمی اور فکری زندگی میں بلوچستان کے لوگ ملک کے دوسرے حصوں سے آگے بڑھ جائیں گے۔

یہاں بات بھی قابلِ ذکر

(باقی ۲۰ پر)

حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: میاں ریاض الحق فاروقی

سو مسائل

سوال ۲:- حدود شریعت کی رو سے عبادت کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- اپنے آپ کو کمتر سمجھنے اور فروتنی و عاجزی کے اظہار کو عبادت کہتے ہیں۔ تفسیر مدارک، تفسیر بیضاوی اور تفسیر رحمانی میں بھی کچھ مذکور ہے۔

۲۔ فقیہ العالم اسماعیل بن احمد العزیز نیشاپوری نے اپنی کتاب وجوہ القرآن میں عبادت کا معنی توحید اور اطاعت بھی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

یا ایہا الناس اعبدو ربکم الذی خلقکم (البقرہ)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت وحدہٗ لاشریک سمجھ کر کرو جس نے تم کو پیدا کیا۔

اھولاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مومنون (سبا)

کیا یہ لوگ تمہاری عبادت (اطاعت) کرتے تھے تو وہ کہیں گے۔ اے اللہ! تو (شریکوں) سے پاک ہے اور آپ ہی ہمارے ولی ہیں بلکہ یہ لوگ تو جنات کی عبادت (اطاعت) کیا کرتے تھے۔

اسی معنی کو دیگر کئی مفسرین نے نقل فرمایا ہے۔

۳۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں عبادت کے معنی یوں ذکر کئے ہیں "ہر وہ فعل جو تعظیم غیر کے لئے اپنایا جائے (کہ اگر یہ تعظیم نہ کی گئی تو میرا نقصان ہوگا اور اس تعظیم کی وجہ سے مجھے نفع ہوگا) عبادت کہلاتا ہے۔

سوال ۳:- "الٰہ" کے معنی کی وضاحت کریں؟

جواب:- "الٰہ" کے لغوی معنی معبود ہیں معبود برحق ہو یا باطل۔ لیکن اصطلاح شریعت میں "الٰہ" کا اطلاق معبود برحق ذات باری تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں امام رازیؒ فرماتے ہیں: "الٰہ کا معنی معبود ہے چاہے اس کی عبادت برحق ہو یا باطل و ناجائز لیکن شریعت مقدسہ میں یہ لفظ صرف معبود حقیقی کے لئے مخصوص ہے"۔

اور تفسیر رحمانی میں امام رازی کا جو قول نقل کیا گیا اس کے مطابق "الٰہ" کی تفصیل یوں ہوگی۔

"الٰہ وہ واجب الوجود ہستی ہے جس کا وجود ازلی و ابدی ہو اور وہ تمام صفات غیر لائقہ سے منزہ و پاک ہو"۔

سوال ۴:- دلائل شرعیہ کی تعداد واضح کریں۔

جواب:- علماء اصول نے دلائل شرعیہ کی تعداد چار ہی بتائی ہے۔

قرآن۔ سنت۔ اجماع صحابہؓ (امت)۔ قیاس۔

لیکن قیاس کی بابت یہ جاننا لازم ہے کہ قیاس شریعت میں وہ معتبر اور قابل حجت ہے جو ان شروط کے مطابق ہو جن کا تذکرہ علماء نے اصول کی کتب (توضیح، المنار، حسامی، اصول الشاشی، مسلم الثبوت بزدوی وغیرہ) میں کیا ہے۔

سوال ۵:- جس کی موت کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہوئی۔ اور اس کی زندگی میں اسے اصول دین موت کے بعد زندگی، رسالت انبیاء، معجزات و کرامات کو درست مانتا رہا اور شرک و لوازمات شرک سے مجتنب رہا۔ اس کی بابت حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- ایسا شخص بلاشبہ کافر یا مشرک نہیں۔ بشرطیکہ اس نے زندگی میں گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو اگر اس نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا فرائض ترک کئے اور بلا توبہ مر گیا تو مومن تو ہوگا مگر فاسق۔ اور دخول جنت کی امید ہے۔ اگرچہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد ہی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گئی تو بلا عذاب جنت میں داخلہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس شخص کی موت اس حالت میں ہوئی کہ وہ لا الٰہ الا اللہ جانتا تھا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا"۔

اس کی وضاحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

"یہ جنت میں داخلہ عذاب کے بعد ہو یا شفاعت نبویؐ کی وجہ سے بلا عذاب ہی وہ جنت میں داخل کر دئے جائیں"۔

اسیطرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اس حالت میں انتقال کر گیا کہ عقیدہ توحید اور رسالت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین کامل رکھتا تھا وہ جنتی ہے اور اپنے گناہوں کی وجہ سے اسے عذاب میں ڈالا جائے گا۔ اور اگر سید کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی شفاعت نصیب ہوگئی تو بلا عذاب ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر مرتے وقت اسے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی توفیق مل گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان من کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا) کے مطابق جنت کا مستحق ہوگا۔

کتاب مواقف میں مرقوم ہے کہ "مومن نمازی اگر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو بھی جائے تو بھی خارج از ایمان نہیں"۔

اسیطرح عقائد نسفی میں ہے کہ "گناہ کبیرہ مومن کو ایمان سے خارج کرنے کا باعث نہیں بنتا"۔

سوال ۶: اگر کوئی شخص حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کا منکر ہو تو اس کی بابت شرعی حکم کیا ہے؟

سوال ۷: اگر کوئی شخص انبیاء کرام علیہم السلام کے فرمودات اور ان کی ارواح مقدسہ در برزخ کا منکر ہو اس کو شریعت میں کیا کہیں گے؟

سوال ۸: جو شخص اولیاء کرام رحمہم اللہ کے فرامین اور عالم برزخ میں ان کے فیض کا منکر ہو عندالشرع اس کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: تینوں سوالوں میں قدر مشترک کی بنا پر ان کا جواب بھی مجموعی طور پر سمجھ لیا جائے۔ اور اس کے لئے ایک مقدمہ کا سمجھنا لازمی ہے۔ اور وہ یہ کہ "ہر وہ حکم جو فیض شرعی و روحانی جس کا ثبوت اخبار متواترہ (جس کی تعریف آگے مذکور ہے) سے ہو اس کا منکر کافر ہے اور جس کا ثبوت اخبار مشہورہ سے ہو اس کا منکر اکثر علماء اصول کے نزدیک کافر ہے۔

ان سب تفصیلات کا ملا علی قاریؒ "رسالہ الفاظ کفر" اور (کتاب) المحیط میں یوں تذکرہ ہے۔

"جس شخص نے احکام شرعی میں اخبار متواترہ کا انکار کیا وہ بالاتفاق کافر ہے جیسے مردوں کے لئے ریشم پہننا، نماز وتر، قربانی کا وجوب وغیرہ اور غیر شرعی اخبار متواترہ کا انکار کیا تو کافر نہ ہوگا۔ جیسے حاتم طائی کی سخاوت اور خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری وغیرہ۔

اخبار متواتر کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے منقول احکام اگر ہر دور میں ایک جماعت نقل کرے تو اس کو خبر متواتر کہتے ہیں اور اگر آپؐ سے کوئی حکم شرعی اس انداز سے نقل کیا جائے کہ ابتداءً ایک راوی روایت کرے اور پھر اس کے راوی ایک جماعت کثیرہ کے افراد ہوں کہ جن کا جھوٹ پر مجتمع ہونا عقلاً محال ہو۔ وہ "خبر مشہور" ہے اس کا انکار کرنے والا صحیح روایت کے مطابق گمراہ ہے کافر نہیں۔ اور خبر واحد یہ کہ کوئی روایت ایک ایک راوی نقل کرے تو اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔

اب صورت مسئولہ کی بابت دیکھا جائے کہ جن احکام و فیوض روحانیہ کا ثبوت اس انداز سے شریعت میں ہے کہ وہ خبر متواتر سے ثابت ہیں ان کا منکر کافر وعلیٰ ہذا القیاس۔

سوال ۹: کرامات اولیاءؒ کا منکر کیسا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کی کتب عقائد مثلاً شرح عقائد نسفی میں ہے کہ:

"کرامات اولیاءؒ حق وثابت ہیں"۔

اور مزید وضاحت ملا علی قاری حنفیؒ کی کتاب شرح فقہ اکبر میں ہے:

"کرامات اولیاء کتاب اللہ اور فرامین خاتم الانبیاءؐ سے ثابت ہیں اور ان کا انکار معتزلہ اور بدعتی ہی کرتے ہیں"۔

اس مقام پر اس تحقیق کا جاننا ضروری ہے کہ کرامت (خرق عادت) اس شخص کے ہاتھ سے کہ جس کی ولایت وتقویٰ مستحقق وثابت ہو تو درست ہے اور اس کو کرامت ہی کہیں گے لیکن اگر ایسے شخص سے کوئی کام خلاف عادت و دستور ثابت ہو جس سے ولایت کے منافی امور (ترک فرائض وسنن اور ارتکاب منکرات) معلوم ہوں تو یہ کرامت نہیں کیونکہ علماء نے خلاف عادت امور کی چھ اقسام ذکر کی ہیں۔ ارہاص، معجزہ، کرامت، معونت، استدراج، اہانت۔

ان کی تفاصیل امام طحاویؒ کی شرح عقائد اور ملا علی قاری حنفیؒ کی شرح فقہ اکبر میں یوں مذکور ہے کہ:

ارہاص: وہ خرق عادت کام جو کسی نبی کے منصب نبوت و رسالت پر فائز ہونے سے قبل صادر ہو۔

معجزہ: ایسا خلاف عادت امر جو کسی نبی سے نبوت کے بعد ثابت ہو۔

کرامت: ایسا خلاف عادت کام جو ایسے شخص سے متحقق ہو جو نیکی وطہارت سے متصف ہو اور منکرات سے مجتنب ہو۔

معونت: ایسا خرق عادت کام جو کسی ایسے شخص سے صادر ہو جو مومن ہو۔

استدراج: ایسا خرق عادت کام جو کسی بدعتی و فاسق وغیرہ کے ہاتھوں صادر ہو۔

اہانت: ایسا خرق عادت جو ایسے شخص سے صادر ہو جو خلاف شرع امور کا مرتکب ہو اور ساتھ ساتھ مدعی نبوت و رسالت بھی ہو جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

ولی کی پہچان اور تعریف یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات جمال وجلال کو پہچاننے والا اور حتی الوسع فرائض پر دوام اور باقاعدگی سے عمل پیرا ہو۔ منکرات و معاصی سے مجتنب ہو۔ اور شہوانی خیالات اور لذات سے اعراض کرے۔

سوال ۱۰: اگر کوئی شخص اجمالاً تو کرامات اولیاء کا قائل ہو مگر خاص ولی (جو سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ یا امدادیہ سے منسلک ہو مثلاً حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ یا وہ اولیاء جن کا تذکرہ اخبار الاخیار، تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کتب میں ہے) کی کرامت مخصوصہ کا منکر ہو اس کو شریعت کی رو سے کیا کہیں گے؟

جواب: جن اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولایت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے ان کا منکر تو کافر ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی مرتضیٰ و دیگر حضرات عشرہ مبشرہ و اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم کی ولایت۔

اور جن اولیاء کرامؒ کی ولایت قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو ان کا منکر کافر تو نہ ہوگا مگر خطا کار کہلائے گا۔ جیسے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کی ولایت، کیونکہ علماء عرب وعجم آپ کے زہد وتقویٰ اور نیکی و پاکیزگی کے معترف وقائل ہیں۔ اور دیگر نیکوکار وصلحاء جن کی نیکی وعظمت پر علماء وصلحاء کا اجماع نہیں ان کی کرامات کا انکار کفر نہیں۔ واللہ اعلم

سوال ۱۱: اسلام میں زیارت قبور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مسلمانوں کے قبرستان میں جانا، ان کیلئے دعا کرنا، عبرت حاصل کرنا، قیامت کو یاد کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اگر وہاں بدعت کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے سجدہ، طواف قبر وغیرہ تو شریعت کی رو سے جائز ہے۔ جیسا کہ امام مسلمؒ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے قبل میں تمہیں قبرستان جانے سے روکا کرتا تھا۔ مگر اب تم زیارت قبور کو جایا کرو"۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

"قبرستان میں جانا دنیا میں زہد و تقویٰ اور آخرت کی یاد پیدا کرنے کا سبب ہے"۔

اسیطرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل نقل فرماتے ہیں کہ:

"آپ کا گذر ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان سے ہوا تو آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا اے قبرستان کے مکینو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے

(باقی ۳۶ پر)

شب و روز

مرتب : ظہیر میر

۵ ستمبر بروز اتوار مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب رات ساڑھے دس بجے کی فلائیٹ سے کراچی روانہ ہوئے۔ کراچی ایئر پورٹ پر جناب محترم رانا بشیر صاحب، جناب سرفراز احمد صاحب ناظم انجمن خدام الدین کراچی اور حضرتِ اقدس کے خادمِ خاص جناب حاجی بشیر احمد صاحب (جو دو روز قبل کراچی پہنچ چکے تھے) اور بہت سے احباب جن کا تعلق حضرت مدظلہ، اور جمیعتہ سے ہے ایئر پورٹ پر میاں صاحب کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ رات کا قیام جناب رانا بشیر صاحب کے ہاں ہوا۔

۶ ستمبر بروز پیر تنظیم انصار الاسلام کے سربراہ جناب مولانا عبدالرشید انصاری صاحب میاں صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اسی دن نمازِ ظہر دارالعلوم کھڈہ میں ادا کی گئی۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مہتمم دارالعلوم کھڈہ کراچی سے میاں صاحب نے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں جناب رانا بشیر صاحب، مولانا عبدالرشید انصاری صاحب، حاجی بشیر صاحب اور راقم بھی موجود تھے۔ میاں صاحب نے حضرت اقدس کی طرف سے مولانا اسمٰعیل صاحب کو پیغام پہنچایا۔ جواب میں مولانا اسمٰعیل صاحب نے بھی بڑے والہانہ خیالات کا اظہار فرمایا۔ بعد نمازِ مغرب مسجد خدام الدین میں میاں صاحب نے مجلسِ ذکر کرائی۔

اسی روز بعد عشار کورنگی ٹاؤن میں ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب سے بڑی مفید بات چیت ہوئی۔ اس ملاقات میں میاں صاحب کے علاوہ جناب رانا بشیر صاحب، جناب مولانا عبدالرشید صاحب انصاری، جناب خالد صاحب اور حاجی بشیر صاحب کے علاوہ راقم بھی موجود تھے۔ مختلف موضوعات پر ڈاکٹر صاحب موصوف سے بڑی مفید گفتگو ہوئی اور جماعت کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

۷ ستمبر بروز منگل حاجی دین محمد صاحب مرحوم جنہوں نے حضرت لاہوریؒ کے ساتھ دین کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت کام کیا ہے ان کے صاحبزادے جناب حاجی فضل الٰہی صاحب آجکل کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ وہ ملاقات کے لیے تشریف لائے اور میاں صاحب کو ناشتہ کی دعوت دے گئے۔ چنانچہ میاں صاحب مع اپنے احباب کے حاجی فضل الٰہی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس تقریب میں رانا بشیر صاحب، سانگھڑ سے حافظ محمد اکبر صاحب، خالد صاحب، جناب حنیف صاحب اور دوسرے احباب بھی موجود تھے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر جامع مسجد خدامُ الدین میں مختلف احباب کے لیے چائے کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں کراچی کی معزز علمی اور ادبی شخصیت جناب ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری کے علاوہ ڈاکٹر اللہ نواز، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب اور دوسرے احباب نے شرکت کی۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری بڑے زیرک اور صاحب بصیرت انسان ہیں۔ اُنہوں نے مختلف موضوعات پر نہایت قیمتی مشوروں سے نوازا۔

اسی روز صبح کو مولانا فدار الرحمٰن درخواستی صاحب میاں صاحب سے ملاقات کے جناب رانا بشیر صاحب کی اقامت گاہ پر تشریف لائے۔ مختلف موضوعات پر نہایت مفید تبادلۂ خیال ہوا۔ بعد نمازِ مغرب جامع مسجد متعلقہ انجمن خدام الدین میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی گئی۔ اور مجلسِ ذکر سے قبل ذکر کی اہمیت اور مقصد پر موثر انداز میں روشنی ڈالی۔ عشار کے بعد ہمارے ایک پیر بھائی حنیف صاحب (نفیس گم والے) دعار کے لیے میاں صاحب کو گھر لے گئے۔ واپسی پر پروفیسر عبداللہ صاحب کے مکان پر بھی تشریف لے گئے۔ کھانے میں قبلہ حاجی یوسف صاحب مدظلہ، امیر انجمن خدام الدین کراچی نے بھی شرکت فرمائی۔ رات کا قیام جناب سرفراز صاحب کے ہاں رہا۔

۸ ستمبر بروز بدھ صبح گیارہ بجے تاج کمپنی کراچی کے ڈائریکٹر جناب عنایت اللہ صاحب سے میاں صاحب نے ان کی اقامت گاہ پر ملاقات فرمائی جو حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا سندھی مترجم قرآن پاک دوبارہ شائع کرنے کے لیے آجکل مصروفِ عمل ہیں۔ جناب عنایت اللہ صاحب سے اس سلسلے میں مفید ملاقات ہوئی جناب عنایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں۔ ہم ان کے خادم ہیں۔ جناب عنایت اللہ صاحب آجکل فالج کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اللہ انہیں صحتِ عاملہ کاجلہ نصیب فرمائے۔ (آمین)۔

انہوں نے تاج کمپنی کے ذریعہ قرآنِ پاک کی جو عظیم خدمات انجام دی ہیں آنے والی نسلوں کے لیے وہ صدقۂ جاریہ ہیں۔

دوپہر کا کھانا جناب ڈاکٹر اللہ نواز کے ہاں تناول کیا گیا۔ کھانے کی اِس پُر تکلف دعوت میں جناب محترم حاجی یوسف صاحب مدظلہ العالی نے بھی شرکت فرمائی۔ ان کے ایک چھوٹے بھائی جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب حیدر آباد میں ڈاکٹر ہیں۔ وہ بھی ان دنوں میاں صاحب کی کراچی میں آمد کی خبر سُن کر کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور دو دن تک یہاں مختلف تقاریب میں میاں صاحب کے ہمراہ رہے۔ وہ بڑے صالح اور سعادت مند نوجوان ہیں۔ دینی کاموں پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اللہ انہیں دین و دُنیا کی کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

اسی دوپہر کو میاں اجمل قادری صاحب رانا شیر جنگ مرحوم سابق ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کے صاحبزادوں سے ملاقات فرمائی۔ رانا شیر جنگ مرحوم کا "انجمن خدام الدین" کے رفاہی کاموں میں بڑا حصہ ہے۔ حضرت لاہوریؒ کے دور میں اُنہوں نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی خادموں میں سے تھے۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) اور ان کے صاحبزادوں کو بھی شادمانیاں اور کامرانیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)۔

۹ ستمبر بروز جمعرات دوپہر کا کھانا حضرت الامیر مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا فدار الرحمٰن صاحب درخواستی کے ہاں تناول فرمایا گیا۔ اس موقع پر کالعدم جمیعتہ علمار اسلام کی تنظیمی صورتِ حال پر بھی غور کیا گیا۔

دین پور شریف سے حضرت میاں مسعود صاحب مدظلہ العالی بھی انہی دِنوں فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہونے سے قبل کراچی تشریف لائے۔ ان کا قیام علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالعلوم میں تھا۔ مولانا اجمل قادری صاحب کی خصوصی دعوت پر وہ ایک روز قیام کے لیے مسجد خدامُ الدین تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی میاں ریاض صاحب بھی تھے۔ بعد مغرب مسجد خدامُ الدین میں مجلسِ ذکر منعقد ہوئی۔ مجلسِ ذکر سے خطاب کرتے ہوئے میاں محمد اجمل قادری صاحب نے ذکر اللہ کی برکات کے موضوع پر بڑا پُر اثر خطاب فرمایا۔ دُور دراز سے کافی تعداد میں لوگوں نے مجلسِ ذکر میں شرکت کی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر آج بھی ہم اپنا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ لیں۔ اور اپنا وقت زیادہ سے زیادہ ذکر اللہ میں گزاریں تو آج بھی ہمارے سب کاموں میں اللہ اپنے فضل سے برکت نازل فرمائے گا۔ مجلسِ ذکر میں میاں مسعود صاحب، میاں ریاض صاحب اور حاجی یوسف صاحب کے علاوہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں اور جمیعتہ طلبار اسلام کے ساتھیوں نے کافی

تعداد میں شرکت کی۔

رات بعد نمازِ عشاء جامع مسجد انجمن خدام الدّین کراچی میں انجمن خدام الدّین کے زیر اہتمام یک روزہ شہدائے ختمِ نبوّۃ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا عبدالرشید صاحب انصاری، جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے مہمانِ خصوصی مولانا محمد اجمل قادری صاحب نے خطاب کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیّت قرار دیئے جانے والے فیصلوں کو عملی حیثیت دے۔ انہوں نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج بھی مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور اپنی عبادت گاہوں کو مسجدوں سے منسوب کرتے ہیں۔ مولانا صاحب نے حکومت سے سختی سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو غیر قانونی حرکات سے باز رکھا جائے۔ انہوں نے حکومت کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر حالات کے رُخ کو نہ دیکھا گیا تو مرزائیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خلاف مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کسی وقت بھی برانگیختہ ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت میں تمام تر ذمّہ داری حکومت پر ہوگی۔ اس جلسہ سے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری نے بڑا مدلّل خطاب فرمایا۔ ان کی پوری تقریر خدّام الدّین میں شائع کی جا رہی ہے۔

۱۰ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کے کارکنان کا ایک اجتماع جناب بشیر کشمیری صاحب کے ہاں منعقد ہوا۔ صوبہ سندھ کی جمعیۃ طلباء اسلام کے ناظم جناب رانا صاحب نے اجلاس کی صدارت کی۔ مولانا اجمل قادری صاحب اور راقم (ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان) نے بطورِ مہمانانِ خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں تنظیمی صورتِ حال کا بغور جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔

کراچی میں قیام کے دوران مولانا اجمل قادری صاحب نے بعض ذمّہ دار جماعتی ساتھیوں سے ملاقات کر کے انہیں کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کی تازہ صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ ان ساتھیوں میں مفتی احمد الرّحمٰن صاحب، حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب، حضرت مولانا فداالرحمٰن صاحب درخواستی، حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب، حضرت مولانا عبدالرشید انصاری صاحب، ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری صاحب اور دوسرے ذمّہ دار جماعتی ساتھی شامل تھے۔ مجاہد تحریک نظام مصطفےٰ جناب مولانا زکریا صاحب بیرونِ کراچی ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے۔ البتّہ ان کے صاحبزادے سے تنظیمی صورتِ حالات پر مفید گفتگو ہوئی۔

۵ر ستمبر بروز اتوار حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد خضراء سمن آباد میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ یاد رہے کہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو جامع مسجد خضراء سمن آباد میں حضرتِ اقدس مجلسِ ذکر منعقد کراتے ہیں۔ سمن آباد اور دُور دراز علاقوں سے خاصی تعداد میں لوگ اس مجلسِ ذکر میں شرکت کرتے ہیں۔ حضرتِ اقدس نے مجلسِ ذکر کے بعد حاضرینِ مجلس سے خطاب بھی فرمایا اور لوگوں کے مسائل سُن کر ان کی تسلّی و تشفی فرمائی۔

۹ر ستمبر بروز جمعرات حسبِ معمول حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی اور حاضرین مجلس سے خطاب بھی فرمایا۔ نمازِ عشاء کے بعد دُور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کی شکایات سن کر انہیں ہدایات فرمائیں۔

۱۰ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نمازِ جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نمازِ جمعہ کے بعد مختلف حضرات سے ملاقات فرمائی اور ان کے مسائل سُن کر اُن کی تسلی و تشفی فرمائی۔

۱۱ر ستمبر بروز ہفتہ حضرۃ الامیر حضرۃ درخواستی دامت برکاتہم العالیہ لاہور تشریف لائے۔ اُن کا قیام تقریباً چھ دن تک لاہور میں رہا۔ حاجی غلام دستگیر صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ حضرت درخواستی صاحب کے میزبان تھے۔ حضرۃ الامیر کے قیام لاہور کے دوران مختلف علاقوں سے

(باقی ۔ ۔ ۔)

ہمارے چند قابلِ توجہ قومی و ملّی مسائل

- نظام عشر
- اسلامی معیشت
- اسلامی نظام کے نفاذ کا معاملہ
- نظامِ تعلیم
- مسئلہ افغانستان
- فرقہ واریت

مجلس شوریٰ کے معاملہ میں ہماری رائے واضح ہے لیکن اچھی بات کوئی کہے کہیں کہے اس کا ذکر بُری بات نہیں بلکہ اچھا ہے۔ (ادارہ)

وہ (ولی خان صاحب) اسلام اسلام بھی کرتا ہے اور علی الاعلان یہ بھی کہتا ہے کہ وہ (افغانستان) اسلام اور کفر کی جنگ نہیں ہے۔ اور یہ صرف روس اور امریکہ کی جنگ ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ اسلام کا حکم آخر کیا ہے۔ دو سُپر پاورز ہیں۔ ایک عالم اسلام کے کچھ حصے کو سحر کرتا ہے اور غلام بناتا ہے۔ ایک دوسرے حصے کو تو جس حصے پر روس قبضہ کرے گا تو مسلمانوں کو کیا حکم ہے کہ وہ خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں اور آرام سے لیٹ جائیں اور سونے کی طشتری میں اپنے ملک کو دشمن کو پیش کر دیں۔ کہ اگر ہاتھ اٹھائیں گے تو یہ روس اور امریکہ کی جنگ کہلائے گی۔ اسیطرح اگر امریکہ لبنان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا وہاں مسلمان آرام سے بیٹھ جائیں کہ یہ بھی روس اور امریکہ کی جنگ ہے۔

بڑی طاقتوں کی مصلحتیں مگر اسلام کا تقاضا

میں تو حیران ہوں کہ یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ چلئے اگر یہ روس اور امریکہ کی بھی جنگ ہو تو جب امریکہ ہمیں غلام بنائے گا۔ تو مسلمان خاموش بیٹھے رہیں گے۔ روس ہم پر جبر و استبداد کرے گا ظالمانہ قبضہ جمائے گا۔ تو کیا ہمارے لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ ہم خاموش رہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس گھر میں جس ڈاکو نے ڈاکہ ڈالا ہے۔ سب سے پہلے اس گھر والوں کو اُس ڈاکو کی فکر کرنی چاہئے۔ ہمیں عربوں سے ہمدردی ہے ہمارا عربوں کے ساتھ ایمانی رشتہ ہے۔ ہمیں سب کچھ کرنا چاہئے مگر اُدھر سے یہ لوگ جو نعرہ لگاتے ہیں کہ یہ لبنان کیوں جم کر نہیں لڑتا۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب تمہارے پڑوس میں روس نے ظلم و تشدد کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ مسجدیں ساری گرا دی۔ ۳۰ لاکھ افراد عورتیں بچے مرد یہاں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ تو تم یہاں اتنے قریب جا کر کیوں نہیں لڑتے۔ تم نے وہاں اڈے کیوں قائم کر رکھے ہیں ہ تم نے اپنی تنظیمیں وہاں قائم کر رکھی ہیں۔ کیا امریکہ کافر ہے تو روس کافر نہیں ہے۔ ہم تو روس سے بھی لڑیں گے یہ ہمارا ایمان ہے۔ اور امریکہ سے بھی لڑیں گے۔ لبنان کی بھی مدد کریں گے۔ اور افغانستان کی بھی۔ یہ نہیں کہیں گے کہ خاموش رہو اور غلامی قبول کرو۔ اگر ایسی بات تھی تو تم جس جنگِ آزادی کے ہیرو بنے پھرتے ہو۔ خود ساختہ ہیرو۔ تو انگریزوں کے خلاف کیوں لڑ رہے تھے۔ انگریز کا مسئلہ بھی تو وہی طاقتوں کی طاقت آزمائی تھی۔ ہم تو اس کو بھی اسلام اور کفر کا معرکہ سمجھتے تھے اور اس کو بھی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مختصر بات ہے۔ افغانستان کے مسئلہ کو ایک بنا لینا چاہئے جس شخص کے دل میں نرم گوشہ ہے اس جہاد کے بارہ میں جس شخص کو افغانستان کا مسئلہ عظیم مسئلہ نہیں ہے۔ وہ غدّار ہے۔ اس ملک کا وہ اسلام کا غدّار ہے وہ خدا اور رسول کا غدّار ہے۔ ایمان کا ٹمپریچر اسی سے معلوم ہوگا کہ ایمان یا کفر کتنا ہے۔ مہاجرین کے لئے ہم سب کچھ قربان کر دیں گے۔

ہمیں افغانستان کے مسلمانوں سے ہمدردی ہے۔ وہ ہمارے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری جنگ لڑ رہے

ہیں۔ ہم ان کی پیٹھ میں ادھر سے چھرا گھونپ دیں؟ ـــ تو ایک معیار بنانا چاہیئے۔ کہ جو پارٹی خواہ وہ علماء کی پارٹی ہو خواہ دینداروں کی پارٹی ہو جو لوگ بڑے محب وطن کیوں نہ کہلاتے ہوں لیکن رشتے ان لوگوں سے استوار کریں گے۔ ان کو ہم غدار کہیں گے۔

تو بہرحال اس فتنے کا علاج ایک تو مکمل یکجہتی ہے اور یہ کہ ہم یہاں عملاً اسلام نافذ کریں گے ورنہ اس طرح پھوڑے اور پھنسیوں پر پھاہے رکھنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ تھوڑی دیر کا وقفہ ملے گا۔ پھر یہ مادہ ایسا ابھرے گا۔ ایسا پھٹے گا۔ کہ یہاں کمیونزم پھیل جائے گا۔ اور لوگ اسلام کا نام لینے کو بھی پسند نہیں کریں گے۔ خدا کے لئے اپنے بچوں کو آنے والی نسل کو کفر کی گود میں جانے سے پہلے پہلے غلام بننے سے پہلے پہلے خدارا ایسے خطوط پر یہ معاشرہ استوار کریں کہ خود کمیونسٹ بھی واہ واہ کریں اور اسلام کی طرف دیوانہ وار لپک کر آجائیں کہ یہ ہے اسلامی معاشرہ۔ یہاں اگر آپ دودھ کی ندیاں بھی بہائیں مگر اللہ اور رسول کا حکم جب تک نافذ نہ ہوگا تو ایک نظریاتی مملکت اس وقت تک نظریاتی مملکت کہلا سکتی ہے کہ وہ نظریہ کی بنیادوں پر قائم ہو۔ اگر نظریات موجود نہ ہو تو ہم اس کو نیو یارک تو بنا سکیں گے، ماسکو بنا سکیں گے مگر اسے اسلام آباد نہیں کہہ سکیں گے۔

تو خدارا ان چیزوں پر تمام افراد نظر رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھ مہینے تو ہمارے بالکل ضائع ہو گئے۔ ہم نے اسلامی نظام کی طرف بالکل پیش رفت نہیں کی۔ اگلے چھ مہینوں میں خدا کرے ہم اس کی تلافی کریں۔ اور اس کا کفارہ ادا کریں۔

جناب وائس چیئرمین:۔ مولانا صاحب! ذرا اختصار سے کام لیجئے۔

مولانا سمیع الحق صاحب:۔

نظامِ تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں

اس کے لئے میں مزید اتنی گذارش کروں گا کہ اصلاح معاشرہ کے لئے نظامِ تعلیم میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ صرف یہ نہیں کہ چند آیات اور چند احادیث کے لئے ایک آدھ پیریڈ کالجوں اور سکولوں میں رکھ دیں۔ اس کے لئے ایک تو تعلیم کا رُخ بدلنا ہے کہ موجودہ تعلیم کا مقصد تو صرف تحصیلِ معاش ہے اور اسلام کی نظر میں تعلیم انسانیت پیدا کرنے کی چیز ہے۔ نفس کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ معاشرہ کی تطہیر کے لئے ہے اور کائنات آفاقی و انفسی میں غور و تدبّر کے لئے اللہ کی معرفت کے لئے ہے۔ ایثار اور اخلاق پیدا کرنے کے لئے تعلیم دی جاتی ہے اور حاصل کی جاتی ہے تو جب تک ہم تعلیم کا سارا رُخ ان خطوط پر نہیں ڈالیں گے تو مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ سارے نصاب کو سارے مضامین کو ہمیں "اسلامیانا" ہوگا۔ اسلام صرف ایک آدھ مضمون سے نہیں آتا۔ سارے مضامین اور زندگی کے ہر شعبے سے اس کا تعلق ہے۔ ہم فلسفہ پڑھائیں تو اس میں مسلمان فلاسفہ کے افکار مسلمان فلاسفہ کے حالات ہوں۔ تاریخ پڑھائیں تو مسلمان مورخین کے عمرانیاتی نظریات ہوں۔ ہم معاشیات کا مضمون پڑھائیں تو اس میں معاشی نظریے اسلام کے موجود ہوں۔ پھر تقابلی مطالعہ ہو غیر اسلامی معاشی نظریات سے، کمیونزم سے موازنہ ہو، کیپٹل ازم سے مقابلہ ہو اور مسلمان ماہرین معاشیات کے افکار ہوں جغرافیہ پڑھائیں تو اس میں بھی ہم اسلامی چیزوں کو لے سکتے ہیں۔ سمت قبلہ کیسے معلوم ہوگی؟ اوقات نماز کا تعین کیسے ہوتا ہے یہ چند مثالیں ہیں کہ یہ سب باتیں اس میں آسکتی ہیں۔ ہم ریاضی پڑھاتے ہیں، حساب پڑھاتے تو کیا اس میں ہم زکوٰۃ اور عشر کے مقادیر اور حصص نہیں رکھ سکتے؟ اس میں ہم میراث کے سارے حصص نہیں بیان کر سکتے کہ اتنا پیچیدہ موضوع ہے کہ بڑے بڑے علماء کو مشکل سے معلوم ہوتا ہے۔

تو علم ریاضی میں ایسے مضامین سے علم ریاضی بھی اسلامی ہو جائے گا۔ سائنس مادہ پرست ذہنیت کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ خدا اور رسول سے باغی بھی بناتی ہے۔ مغربی طرزِ تعلیم میں یہی نتیجہ سائنس کا سامنے آیا ہے۔ ہم اگر سائنس کو پڑھائیں تو اس کو ایسے طرز پر مرتب کریں کہ وہ خدا کی وحدانیت کا خدا کی عظیم حکمتوں کا قدرتوں کا تصور ابھار سکے۔ اور یہ باتیں ذہن میں جاگزیں ہوں تو ایک مسلمان بنانے کا سب سے بڑا ذریعہ سائنس بن سکتی ہے۔ یورپ نے تو سائنس اور سارے مضامین کو مادیت اور مادہ پرستی کا ذریعہ بنا لیا ہے ہم نے بھی اس کو اپنا لیا ہے ـــ تو ہمیں سارے مضامین پر ایک نظر ڈالنا ہوگی۔

اسلامیات کا معیار یہ ہو کہ میٹرک تک کم از کم بچہ قرآن و حدیث اور اسلام کے ضروری عقائد و احکام سے باخبر ہو جائے۔ ایک اجمالی علم اس کو اسلام کا حاصل ہو سکے۔

پھر اساتذہ کا معیارِ انتخاب ہے کہ جتنی بھی ڈگریاں کسی کے پاس کیوں نہ ہوں اس کا ذہن اسلامی نہیں ہے اس کا میل جول غلط نظریات والوں سے ہے وہ اسلام سے عملاً باغی ہے۔ لہٰذا انتخاب میں اس معیار کو سامنے رکھنا چاہئے کہ وہ اسلام کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ خواہ تعلیمی صلاحیت اور ڈگریاں کچھ بھی کیوں نہ ہوں انہیں ثانوی حیثیت دیں گے۔

اس کے بعد تعلیمی انقلاب کے لئے ماحول پر نظر رکھنی ہوگی کہ سکولوں میں، کالجوں میں مخلوط ڈرامے نہ ہوں، رقص و سرود نہ ہوں، نماز کے اوقات کا تعین ہو، اوقاتِ نماز میں جماعت کرائی جائے اس طرح کے اقدامات سے تعلیم میں انقلاب آسکتا ہے۔ چند سورتوں اور احادیث کا مضمون رکھ دینے سے نہیں۔

<u>فرقہ وارانہ یکجہتی</u>: محترم دوستو! میں آخر میں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تمام خطرات اور فتنوں کے انسداد کے لئے ہمیں فرقہ وارانہ یکجہتی قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ شیعہ، سُنّی دیوبندی بریلوی مسئلے اس ملک کے لئے سخت ترین مہلک ہیں۔ میں خود ایک مسلک سے تعلق رکھتا ہوں تو اولاً اپنے لوگوں سے توقع رکھتا ہوں کہ خدارا ملک میں فرقہ وارانہ فضا بالکل پیدا نہ کی جائے۔ اور اس اسمبلی میں ہمارے سامنے موجود یہاں جید بریلوی علماء موجود ہیں یہاں شیعہ علماء موجود ہیں یہاں دیوبندی حضرات موجود ہیں۔

الحمدللہ ان چھ مہینوں میں یہاں دین کے کسی ایک مسئلہ میں ہمارا کوئی باہمی جھگڑا پیدا نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے ہم اوروں پر غالب بھی آرہے ہیں۔ اور مذاقاً کہتا ہوں کہ ہمارے یہ بعض دوست یہاں پریشان بھی اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ تو آپس میں متفق ہیں تو اگر ہم اس طرح دینی اقدار کے لئے پورے ملک میں متحد رہیں گے۔ تو ہمیں نہ روس زیر کر سکے گا نہ کوئی اور نہ کوئی دشمن ہمارے اختلاف سے فائدہ اُٹھا سکے گا۔ نہ ہم اسلامی نظام سے محروم رہ سکیں گے۔

لیکن بدقسمتی سے کچھ لوگ دونوں طبقوں کے جذبات کو ہوا دیتے ہیں۔ آج ہی یہاں کچھ لوگوں نے ایک عرضداشت بھیرہ کے متعلق بھیجی ہے۔ اس طرح مختلف مقامات پر ہوتا ہے۔

تو کل ہی میں نے صدرِ محترم سے ملاقات میں یہی کہا کہ خدارا تمام احباب کچھ ایسی تدابیر سوچیں کہ فرقہ وارانہ مسائل بار بار نہ اُٹھائے جائیں اور ہماری قومی سلامتی اور یکجہتی متاثر نہ ہو۔ اس ضمن میں میں ایک اور عرض کرتا ہوں کہ قادیانیت کے بارہ میں اس حکومت کے جذبات قابلِ تحسین ہیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع اوکاڑوی:۔ پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب چیئرمین صاحب:۔ عرض یہ ہے، جیسا کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا ہے ہم بحمد اللہ تعالیٰ ملک و ملت کے حصول کے وقت بھی جمع ہوئے تھے اس کے بعد جب نظامِ مصطفیٰ کی تحریک چلی اس وقت بھی ہم سب متفق ہوئے تھے۔ آج بھی ہم سب متحد اور متفق ہیں۔ اگر مولانا کا یہ جذبہ صحیح ہے تو میں مولانا ہی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہی حضرات کے مسلک کے لوگوں نے یہاں آواز اٹھائی تھی۔ آپ تعاون کیجئے اور لواری شریف (بلوچستان) کا عرس جو ہے اس کو باقاعدہ جاری رکھنے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کیجئے۔

جناب چیئرمین صاحب:۔ آپ تشریف رکھئے۔ تشریف رکھئے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مفتی محمد شفیع اوکاڑوی:۔ میں مولانا سے تعاون کرتا ہوں۔ ہمارے ساتھ ...

جناب چیئرمین صاحب: مولانا سمیع الحق جاری رکھیں مگر آپ کوشش کیجئے کہ اختصار ہو۔

مولانا سمیع الحق صاحب:۔ میں ان ہی باتوں میں اپیل کرتا ہوں کہ ایسی باتوں کو نہ اچھالا جائے اور رواداری سے کام لیا جائے۔

قادیانیت

میں عرض کر رہا تھا کہ اس حکومت کے بارہ میں قادیانیت کی وجہ سے کچھ لوگوں نے ہنگامہ اٹھانے کی کوشش کی اور الحمدللہ کہ یہ اس صدرِ مملکت کا حوصلہ ہے اور ہمارے وزراء کرام نے جس طرح ہم چاہتے تھے اور جن الفاظ میں

چاہتے تھے آرڈیننس نافذ کر دیا۔ دوبارہ اس ترمیم کو بحال کرنے کا، تین دفعہ یہ مسودہ ہم نے چیک کیا۔ اور عبارتوں کو تبدیل کیا اور جب ہم مطمئن ہو گئے تب انہوں نے اس آرڈیننس پر دستخط کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مخالف کے ہاتھ میں ہتھکنڈے آ جاتے ہیں اور یہ مسئلہ بار بار اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کہ ہم سب کو حکومت کو اور سارے مسلمانوں میں پریشانی پیدا ہو اور وہ لوگ مسلمانوں میں اپنے اغراض پورے کر سکیں۔ مگر کچھ ایسی ہے انڈر گراؤنڈ جو بہت گہری ہے۔ محدود ہے مگر وہ مزور کچھ ایسی گڑبڑ کرتی رہتی ہیں۔ جو مسلمانوں کے اضطراب کا سبب بن جاتی ہیں۔ اب پاسپورٹ کے فارم کا مسئلہ ہے کہ اس فارم سے قادیانیوں کے بارہ میں کچھ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جو پرانے فارموں میں تھا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر چیز چل رہی تھی اب تک، تو کسی فقرے اور پیراف کو جو ہزاروں قربانیوں سے حاصل کی گئی تھی چھیڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ اس ملک کا نازک مسئلہ ہے۔ تو اس عبارت کو حذف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اسلامی حکومت اگر ایک چوتھا فقرہ بھی بڑھا دیتی کہ اس بدبخت قادیانی پر اس کے ساتھیوں پر خدا کی لعنت ہو اور سب کچھ ہو۔ تو ہمیں کیا ہے۔ اور اللہ اور رسول کے اس باغی سے اور حضورِ اقدس صلعم کی ختمِ نبوت کے غدار سے ہمدردی اور رواداری کی کیا تک ہے۔ اگر ہم کچھ بڑھاتے نہیں تو پچھلی عبارتوں کو گھٹانے کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ مسئلہ پھر کسی سازش کا نتیجہ ہے۔

اسیطرح آج کے اخبار جنگ میں اداریہ آیا ہے کہ ختمِ نبوت کا جو مضمون اسلامیات میں چلتا رہتا ہے۔ حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کا مضمون، تو بغیر کسی تنقید کے، کسی فرقہ کے ذکر کے بغیر، تو ڈگری کلاسوں میں اسلامیات کے نصاب سے ختم نبوت سے متعلق مضامین نکال دئے گئے ہیں۔ تو ان مضامین کے اخراج پر مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کیطرف سے شدید احتجاج کیا گیا ہے اور جنگ نے اداریہ لکھا ہے۔ کہ یہ تو انگریزوں کی ایک چال تھی کہ جہاد کے منکر پر ختمِ نبوت کے منکر کچھ طبقے مسلمانوں میں پیدا ہوں۔ ایران میں بہائی پیدا کئے، یہاں مرزائی پیدا کئے۔ اور ملکوں میں کچھ اور لوگ۔ تو آج ایسا کر کے کن کو ہم خوش کرنا چاہتے ہیں۔ جو قادیانی ہیں جن کے اسرائیل سے علانیہ روابط ہیں۔

تو ختمِ نبوت کے مضمون کو اگر اسلامیات سے نکالتے ہیں تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ہم کیسے امیدوار ہوں گے۔ تو کچھ طبقے ہوتے ہیں جو ہماری لاعلمی سے اور برسرِ اقتدار حضرات کی لاعلمی میں شرارت کرتے ہیں۔ تو آخر یہ سلسلہ کیسے چلتا رہے گا۔ لوگ نکلیں گے، احتجاج کریں گے۔ آپ اس کا ازالہ کریں گے۔ پھر ایسا ہو گا۔ پھر ایسا ہو گا۔ پھر کوئی اُٹھ کر کوئی شوشہ چھوڑے گا۔ ہمیں علم ہے کہ ترمیم کے ساتھ کس نے کیا تھا۔؟ اور خفیہ ایک معمولی سے آدمی نے پوری حکومت کے لئے مسئلہ کھڑا کر دیا۔ تو اس آدمی کے بارہ میں حکومت نے کیا نوٹس لیا؟ اور اس کے خلاف قدم کیوں نہیں اٹھایا۔ یہ ایک طے شدہ قطعی مسئلہ ہے۔ اس کو بار بار چھیڑنا اور اس کی وجہ سے پریشانیاں پیدا کرنا، خدارا اس کا بھی کچھ انسداد فرمائیں۔

اپنے علاقہ کے مسائل

آخر میں اپنے حلقہ اور علاقہ کے بارہ میں صرف دو لفظ کہتا ہوں کہ وہ حلقہ جو اٹک پل سے پشاور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ ایسے غیور مسلمانوں کا حلقہ ہے جو گڑھ سمجھتا ہے دوسری پارٹیوں کا۔ نیشنل عوامی پارٹی کا اور لادینی طاقتوں کا۔ مگر ان غیور مسلمانوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں سب کچھ دین پر قربان کر دیا۔ اور آج اجمل خٹک ان لوگوں کی وجہ سے کابل میں جلا وطن ہو کر بیٹھا ہوا ہے اور ۱۹۷۰ء میں صوبہ کے چیف منسٹر نصراللہ خان خٹک کو ان لوگوں نے ٹھکرا دیا۔ مگر اس علقہ کی حالت پسماندگی کی نہایت افسوسناک ہے۔ موجودہ وائس چیئرمین اس علاقہ سے واقف ہیں کہ سینکڑوں میل کا علاقہ سڑکوں کے لحاظ سے پانی کے لحاظ سے بجلی کے لحاظ سے چودھویں صدی میں رہتے ہیں۔

ہمارے جناب وزیر خزانہ غلام اسحٰق خان صاحب تو نظام پور اور خٹک کے پسماندہ علاقوں سے واقف ہوں گے جو کوہاٹ تک پہنچا ہوا اس علاقہ خٹک کے ۳۰۔۳۵ دیہات تو ایسے ہیں۔ کہ کوئی وہاں جائے

محمد شفیع عمرالدین،
میرپور خاص، سندھ

بدعت اور اہلِ بدعت سے دُور رہیے

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:—

۱۔ جو شخص چاہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلے، وہ راہِ شریعت کو پورے طریقے سے اختیار کرے۔ اتباع سنت و اجتناب از بدعت پر راسخ ہو۔ اور کتاب و سنت کی دو شمعوں کے درمیان چلے، تا کہ بدعت کی تاریکیوں اور شیاطین کی راہوں میں مبتلا نہ ہونے پائے۔

(از مکتوب ۴، دفتر سوم)

اس طریقۂ عالی کا مدار التزامِ سنت اور اجتناب از بدعت پر ہے۔

(مکتوب ۱۲۲۔ دفتر سوم)

۲۔ سنت کے اتباع میں کوشش کریں۔ اور بدعت اور اہلِ بدعت سے دُور رہیں۔ پابندِ شریعت صلحاء، فقراء اور نیکوں کی صحبت کی طرف راغب رہیں۔ جس جگہ (کچھ) خلاف شرع دیکھیں، وہاں سے بھاگیں اور اس سے کنارہ کر لیں۔

(از مکتوب ۹۹، دفتر دوم)

۳۔ عروۃ الوثقیٰ (مضبوط کڑے) شریعتِ روشن کا ہاتھ نہ چھوڑیں۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو دانتوں سے مضبوط پکڑیں۔ اور بدعت اور صحبتِ بدعت سے دُور رہیں۔

(مکتوب ۱۱، دفتر سوم)

۴۔ "احیائے سنت" کے لئے کمرِ ہمت باندھو ایسے وقت میں جبکہ "ظلماتِ بدعت" نے دنیا کو گھیر رکھا ہے اس وقت احیائے سنت عظیم الشان کام ہے۔ یہ حدیث تم نے سُنی ہو گی کہ جس شخص نے میری کسی سنت کو اس کے مُردہ (متروکہ) ہو جانے پر زندہ کیا، اس کو سَو شہیدوں کا ثواب مِلے گا۔

(مکتوب ۲۵، دفتر دوم)

۵۔ نجات کو اتباع سنت و اجتناب از بدعت میں یقین کرو۔ اور اہلِ بدعت اور ملاحدہ سے تعلقِ صحبت نہ رکھیں کیونکہ یہ دین کے چور ہیں۔

(مکتوب ۸۹، دفتر دوم)

۶۔ حتی الامکان سنت پر عمل کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ بدعت اور بدعتیوں سے اجتناب کرو۔

(مکتوب ۹۸، دفتر اول)

۷۔ سب احوال میں سنت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور حتی الامکان بدعت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

(مکتوب ۱۱۰، دفتر دوم)

۸۔ سوال چھٹے کا حاصل یہ ہے کہ تیجے کے دن یا دسویں دن میت کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا پکانا، اور تیجے کے دن پھولوں کی رسم کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: مخدوما! بغیر کسی رسم و ریا کے اللہ کے واسطے کھانا (حاجتمندوں) کو دینا، اور اس کا ثواب میت کو بخشنا، بہت اچھا اور نیک کام ہے۔ لیکن وقت مقرر کرنے کی کوئی قابلِ اعتماد اصل ظاہر نہیں ہوتی۔ تیسرے دن مردوں میں پھولوں کی رسم بدعت ہے۔ البتہ عورتوں میں تیسرے دن سوگ اٹھانے کے لئے خوشبو لگانا ثابت ہے، کیونکہ زوجہ کے علاوہ اہلِ قرابت میں سے کسی اور عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا غیر شرعی ہے۔

(مکتوب ۱۱، دفتر اول)

۹۔ "تنویرِ باطن" (باطن کو روشن کرنے) میں کوشش کرو۔ اس لئے کہ باطن محلِ نظر مولیٰ جل شانہٗ ہے۔ تنویرِ باطن، دوام ذِکر و مراقبہ سے متعلق ہے۔ نیز وظائفِ بندگی کی بجا آوری، فرائض، سنن اور واجبات کی ادائیگی اور بدعت و محرمات و مکروہات سے بچنے کے ساتھ

مربوط ہے۔ جس قدر بھی اتباعِ شریعت اور بدعت سے اجتناب میں کوشش ہوگی، اسیقدر نورِ باطن بڑھے گا۔ اور جناب قدس کی طرف راستہ کشادہ ہوگا۔ اتباعِ سنت، یقینی طور پر نجات دہندہ، تنیجہ بخشش اور رفعِ درجات ہے۔ اس کے خلاف کا احتمال نہیں۔ اور اس (اتباعِ سنت) کے سوا خطرہ ہی خطرہ ہے اور راہِ شیطان ہے۔

(مکتوب ۵۱، دفترِ سوم)

۱۰۔ سُننِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو دانتوں سے مضبوط پکڑیں۔ بدعت اور بدعتی کی صحبت سے بچتے رہیں۔ فکرِ ہمت مولائے حقیقی جل سلطانہ، کی خدمت کے لئے مضبوط باندھیں۔

(مکتوب ۱۱، دفترِ سوم)

۱۱۔ ہمارے حضرات بزرگوں کا طریقہ اتباعِ سنت ہے۔ وہ سنت کی متابعت پر مستقیم رہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ (ترجمہ) "جو میری مردہ (متروکہ) سنت کو زندہ کرے گا۔ اس کو سَو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔ سنتِ متروکہ کے زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سنت پر خود عمل کرے اور دوسرے لوگوں کو دلالت کرے کہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ ترقی اور قرب کے مراتب کا حصول، سارے کا سارا اتباعِ سنت سے ہی وابستہ ہے۔ یہ آیت کریمہ اس حقیقت کی گواہ ہے۔

ترجمہ: "کہدو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ (... عمران، آیت ۳۱)

(لہٰذا) بدعت سے دُور رہیں۔ اور اس سے کنارہ کریں۔ بدعتی کی صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اپنی مجلس میں بھی اس کو جگہ نہ دیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

(ترجمہ: "اہلِ بدعت اہلِ جہنم کے کُتّے ہیں"۔

(مکتوب ۱۷، دفترِ سوم)

۱۲۔ آپ نے لکھا تھا کہ کسی گھر میں اگر بدعتی ہو، یا رشوت لینے والا ہو، یا علانیہ فسق وفجور کرنے والا ہو تو اس گھر میں جا کر ان کا طعام کھانا مباح ہے یا نہیں؟

مخدوما! اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں کے گھر جانے سے پرہیز اولیٰ ہے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ طالبانِ طریق کے لئے یہ لازم ہے کہ پرہیز کریں۔

(مکتوب ۱۰۶، دفترِ سوم)

۱۳۔ ناجنس، اہلِ تفرقہ اور اہلِ بدعت کی صحبت سے کنارہ کریں۔ اور باطن کو نسبتِ ماخوذہ سے معمور رکھیں۔

(مکتوب ۱۰۸، دفترِ اول)

۱۴۔ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے۔ اور اس وقت دین میں سُستی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے شرعی علوم کا حاصل کرنا اور اس ظلمات کے دور میں اس کی نشر واشاعت کرنا اہم کام ہے۔ اور احیائے سنت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعظم مقاصد میں سے ہے۔ کسبِ علومِ شرعیہ اور اشاعت علومِ شرعیہ نیز سنتِ مصطفویہ کے زندہ کرنے کے لئے خوب اچھی طرح کمرِ ہمت باندھو۔ (مکتوب ۱۷۸، دفترِ اول)

۱۵۔ بدعت سے دُور رہیں۔ اور بدعتی کے ساتھ میل جول نہ رکھیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ: اَھْلُ الْبِدْعَۃِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ (بدعتی دوزخیوں کے کُتّے ہیں)

(مکتوب ۳۴، دفترِ سوم)

بقیہ: سو مسائل

چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہو۔"

مگر قبرستان میں جا کر مزاراتِ صلحاء پر جا کر سجدہ وطواف وغیرہ نہ کرے کیونکہ یہ امر ملعون قرار دیا گیا ہے جیساکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"جس مرض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اس دوران بار بار یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا"۔

حاصل یہ کہ زیارت قبور اسلام میں فعل مستحسن ہے مگر مزارات اور قبرستانوں میں جا کر غیر شرعی افعال مثلاً سجدہ، طواف، آہ وبکا، ماتم اور گریہ سے پرہیز لازم ہے۔

ریکارڈ کی درستی

غلط فہمی کا ازالہ

کنور انتظار محمد خان نقشبندی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ خدام الدین، لاہور

السلام علیکم!

عرض ہے کہ آپ کے مؤقر ہفت روزہ "خدام الدین" کے ۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارے میں قاری محمد امین صاحب کا مضمون بعنوان "اتحاد بین المسلمین اور علماء دین کے فرائض" شائع ہوا۔ جس میں فاضل مضمون نگار نے سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ کو بریلویوں میں شمار کیا ہے۔ یہ فاضل مضمون نگار کی تاریخ اور واقعات سے کم علمی یا کسی غلط فہمی کی بنا پر ہے۔ اس سلسلے میں ایک مسلمان پاکستانی اور سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ سے عقیدت اور تاریخ و واقعات سے واقفیت رکھنے کی بناء پر مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں تاریخی حقائق سے عوام کو آگاہ کروں۔

سب سے پہلے بریلوی کی تعریف ضروری ہے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پیروکار کو بریلوی کہا جاتا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں بانس بریلی میں ہوئی۔ جبکہ اس وقت سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ، حافظ، قاری، عالم اور روحانی شخصیت تھے کیونکہ آپ کی پیدائش ۱۸۳۴ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ نے بہت سے اساتذہ سے تعلیم حاصل کر لی تھی اس وقت دارالعلوم دیوبند کا بھی وجود نہ تھا۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ۱۸۶۷ء میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء نے رکھی تھی جبکہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی پیدائش ۱۸۳۲ء میں ہوئی۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت علی پوریؒ ہم عصر اور ہم عمر تھے۔ دونوں کے سینے خزانۂ علوم سے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت علی پوریؒ آخری وقت (وفات ۱۹۵۱ء) تک مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا اسم گرامی بڑی قدر و منزلت سے لیتے تھے اور رحمۃ اللہ علیہ کا دعائیہ فقرہ استعمال کرتے تھے۔ اس کا زندہ ثبوت علی پوریؒ کے خلیفہ اور ولی کامل سید ولایت شاہ گجراتیؒ کے صاحبزادے سید محمود شاہ گجراتی ہیں۔

۱۹۰۱ء میں جب کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کر دیا تو سید جماعت علی شاہ علی پوریؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر علماء حق کے ساتھ میدان عمل میں آگئے جبکہ اس دور میں مولانا احمد رضا خان کا اس تحریک میں کوئی نام و نشان نہ تھا۔ مرزا نے جن علماء کو چیلنج کیا تھا اس فہرست میں بھی مولانا احمد رضا بریلوی کا کوئی نام نہ تھا اور نہ ہی اس فہرست میں مولانا بریلوی کا نام تھا جو پیر مہر علی شاہؒ نے مرزا کے جواب میں شائع فرمائی تھی (بحوالہ مہر منیر)

جب مقاماتِ مقدسہ کی بحالی اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی تو مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اس تحریک کی مخالفت کی جبکہ پیر جماعت علی شاہ علی پوریؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ صاحب، علماء فرنگی محل اور دیگر علماء نے بھرپور حصّہ لیا۔ حضرت

علی پوری رح نے خلافت فنڈ میں بے بہا عطیات دئے اور کئی جگہ خلافت کانفرنسوں کی صدارت فرمائی۔

تحریک شہید گنج میں بھی حضرت علی پوری رح کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے مل کر کام کیا۔ اسی طرح تحریک پاکستان میں حضرت علی پوری رح نے علماء کرام کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔

حضرت علی پوری رح تعصب سے بالاتر تھے۔ اگر وہ بریلوی ہوتے تو اپنے صاحبزادے حضرت محمد حسین شاہ علی پوری رح کو کبھی مدرسہ امینیہ دہلی نہ بھیجتے۔ (جس میں کسی زمانہ میں حضرت علامہ سید انور شاہ اور پھر مدۃ العمر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رح پڑھاتے رہے) جن کی دستار بندی دیوبند شریف میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رح نے فرمائی تھی۔ شیخ الہند رح نے حضرت محمد حسین شاہ علی پوری رح کے سر پر اپنی دستار رکھی تھی اور اگر حضرت سید جماعت علی شاہ علی پوری رح بریلوی ہوتے تو مولانا محمود حسن کی دستار کبھی اپنے پاس تبرکات میں نہ رکھتے۔

سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ علی پور تشریف لے گئے تھے جو علماء دیوبند اور اور حضرت پیر صاحب کے تعلقات کی روشن دلیل ہے۔

علمائے کرام کا اختلاف رائے ایک فطری امر ہے لیکن اتنی بڑی علمی اور روحانی شخصیت ہونے کے باوجود کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ پشاور سے راس کماری اور دنیائے عرب کی سرزمین تک اور قریہ قریہ کوچے کوچے جانے والے سید جماعت علی شاہ علی پوری رح ایک بار بھی بانسی بریلی گئے ہوں، کوئی بھی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت علی پوری رح نے ایک بار بھی اعلان فرمایا ہو کہ وہ بریلوی ہیں — کوئی بھی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اتنی بڑی علمی شخصیت نے جو وقت کے تمام علماء سے زیادہ علم رکھتے تھے (مولانا احمد رضا بریلوی نے صرف اپنے والد مولانا نقی علی خاں صاحب ہی سے محض چند برس تک پڑھا تھا) کبھی کسی عالم کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا ہو۔

حقیقت میں سید جماعت علی شاہ صاحب رح صرف مسلمان اور اہل سنت تھے اور آخر تک وہ اسی پر قائم رہے۔ علماء دیوبند، بریلی، فرنگی محل، اجمیر، مراد آباد، لاہور، سب ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ حتیٰ کہ علامہ مشرقی جیسا شخص بھی اُن سے عقیدت رکھتا تھا۔

یہ سطور کسی کی دلآزاری کے لئے نہیں لکھی گئیں، صرف ریکارڈ کی درستگی اور غلط فہمی کے ازالے کے لئے لکھی گئی ہیں اسے شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

تو یہ سمجھے کہ میں دو سو سال قبل کے کسی علاقے میں آگیا ہوں۔ تو ان لوگوں کی ایمانی قوت تو ان کے پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ مگر حالت یہ ہے۔ سیمنٹ کے کارخانے وہاں لگائے جا سکتے ہیں۔ عرصہ سے ہم یہ مطالبہ کرتے آئے ہیں۔

ہمارے محترم جناب غلام فاروق خان صاحب جو ہمارے بزرگ ہیں ہمارے علاقے کے ہیں۔ انہوں نے اس علاقے میں اب سیمنٹ کا ایک کارخانہ لگایا۔ اور ان کو جو رپورٹیں ملی تھیں تو علاقے کے پتھر سیمنٹ کے لئے بہت بہترین پائے گئے ہیں۔ مگر اس عرصہ میں اب تک حکومتوں نے علاقہ کی مناسب سروے نہیں کی کارخانہ نہیں قائم کیا جبکہ وہاں سے حکومت کو بہت بڑی آمدنی ہو سکتی تھی۔ تو اس طرح اس علاقے کا سروے کیا جائے معدنیات کا اندازہ لگایا جائے۔ اسی طرح مانکی اور نوشہرہ کے اردگرد ہزاروں ایکڑ اراضی چاند ماری (نشانہ بازی) کی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ بے کار پڑی رہتی ہے۔ انگریزوں کے دور سے یہ زمین مالکان کاشت کے لئے استعمال نہیں کر سکتے نہ ان کو صحیح معاوضہ ملتا ہے۔ تو ہم نے بارہا حکومت سے مطالبہ کیا کہ خدارا

بنات اسلام

حضرت اُمّۃ الجلیل بنت عمرو عدوی

نیک اور پرہیزگار خاتون

محمد اسحاق بھٹی

حضرت امۃ الجلیل بنت عمرو عدوی، بصرہ کی رہنے والی تھیں اور نہایت نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ ان کے پورے قبیلے میں ان کا کوئی حریف نہ تھا۔

زہد و تقویٰ

زہد و ورع اور عبادت و تقویٰ میں ان کی خاص شہرت تھی کہتے ہیں، بصرہ کی تمام خواتین سے زیادہ عبادت گذار اور پارسا تھیں۔ حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھیں۔ گفتگو میں محتاط اور میل جول میں بلند اوصاف کی حامل تھیں۔ سب کی خیر خواہ اور نہایت بلند اخلاق تھیں۔ کھانا بہت کم کھاتی تھیں دن رات میں ایک روٹی پر گزر کرتی تھیں۔

عادات و اطوار

بہترین عادات و اطوار کی مالک تھیں۔ لڑائی جھگڑے سے سخت متنفر تھیں۔ سب سے خوش اخلاقی سے پیش آتی تھیں۔ کسی کی مخالفت نہ کرتیں۔ کوئی نقصان بھی پہنچاتا تو خاموش رہتیں۔ کسی پر کوئی اعتراض نہ کرتیں۔ حلم و انکسار کا پیکر اور نرمی و رأفت کا مجسمہ تھیں۔ لوگوں کی امداد میں پیش پیش رہتیں۔ غریبوں کی ہمدرد اور مسکینوں کی معاون تھیں۔ درہم و دینار کے ذریعے کوئی انہیں متاثر کرنا چاہتا تو مقابلے پر اُتر آتیں اور اس کے سرمایہ کو کوئی اہمیت نہ دیتیں۔ نرم گفتار اور بلند کردار تھیں۔

بوڑھی عورتوں اور نادار افراد کی خدمت ان کا شیوہ تھا۔ بچوں سے پیار اور محبت کا برتاؤ فرماتیں۔ کہا کرتی تھیں کہ بچے ہمارا بہترین سرمایہ ہیں۔ مستقبل کے رہنما یہی ہوں گے۔ اس لئے ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ مبذول کرنا چاہیئے اور جس طرح بھی ہو سکے اس امانت کی حفاظت کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے۔

نیکی اور عبادت گزاری

نیکی اور عبادت گزاری کا یہ حال تھا کہ دن کو قرآن پڑھتیں اور لوگوں کی خدمت کے لئے وقف رہتیں۔ اور شب کو اللہ کے حضور کھڑی ہو جاتیں۔ تہجد اور نوافل کی بہت پابند تھیں۔ ان کا فرمان ہے کہ بہترین لوگ وہ ہیں۔ جو شب کی تنہائیوں میں اللہ کی عبادت کرتے اور اس کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ کہا کرتی تھیں کہ جب سحری کا وقت آتا ہے تو میرے قلب میں ایک نئی روح کروٹ لینے لگتی ہے اور میرا دل کچھ اور ہی کیفیتوں سے معمور ہو جاتا ہے۔

اقوال

ان سے بہترین اقوال مروی ہیں۔ مثلاً ان سے روایت ہے کہ عبادت گزار لوگ عبادت کے سلسلے میں مختلف رجحانات رکھتے ہیں اور یہ کہ انسان درجۂ ولایت پر کب متمکن ہوتا ہے اور اس منزل میں پہنچنے کے کیا ذرائع ہیں۔ فرماتی ہیں اس ضمن میں بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ انسان اس وقت اس بلند منصب پر فائز ہوتا ہے جب اسے دنیا کی کسی مشکل کا کوئی احساس نہ ہو اور دین کی خدمت کرتے ہوئے اسے جو تکلیفیں پہنچیں، انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔

ان کا کہنا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو یہ طے کرلے کہ دنیا میں جن آفات سے بھی وہ دوچار ہوگا ان پر گھبرانے کے بجائے اطمینان کا اظہار کرے

شہر شہر سے

حرمین شریف کو دُنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے عام شہر قرار دیا جائے

سُنّی کانفرنس کا مطالبہ

مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ پر سعودی عرب کا کنٹرول ختم ہونا چاہئیے۔ اور ان شہروں میں مسلمان ملکوں کی فوج رکھی جائے

برمنگھم ۔ ۸ جولائی ۔ مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ کے زیرِ اہتمام ٹاؤن ہال برمنگھم میں منعقد ہونے والی ایک روزہ بین الاقوامی سُنّی کانفرنس نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں پاکستان سے [illegible] دیگر ملکوں سے بھی وفود نے شرکت کی البتہ کانفرنس کے صدر علامہ سید احمد سعید کاظمی جو جماعت اہل سنت پاکستان کے بھی صدر ہیں خرابیٔ صحت کی بنا پر نہ پہنچ سکے۔ لہٰذا مہمان خصوصی پیر کرم شاہ صاحب، ازہری (ستارہ امتیاز) نے صدارت کے فرائض انجام دیے ٹاؤن ہال سیکورٹی نے ہال کی گنجائش سے کہیں زیادہ سامعین کی موجودگی کے عذر پر ہال کے دروازے بند کر دئے دیر سے آنے والے علمائے کرام کو بڑی مشکل سے اندر لایا گیا۔ کانفرنس میں یو کے بھر کے علماء کرام، مشائخ عظام اور سُنّی تنظیموں نے نہایت جوش و خروش سے شرکت کی۔ پہلی مرتبہ کسی کانفرنس میں ایسا موقع دیکھنے میں آیا کہ کانفرنس کے سیکرٹری جنرل علامہ احمد نثار بیگ قادری نے ہال میں بیٹھے ہوئے سامعین کو رضا کارانہ طور پر ایثار کرتے ہوئے باہر جانے اور باہر کھڑے محروم حضرات کو ہال میں داخل ہونے کا موقع دینے کی گذارش کی اور اس طرح سینکڑوں افراد کانفرنس میں شامل ہونے کے اعزاز سے مشرف ہو سکے۔ کانفرنس سے کم و بیش ۳۶ مقامی اور مہمان علماء کرام کا خطاب ہوا۔

کانفرنس میں گیارہ قرار دادیں منظور کی گئیں۔ جن میں کشمیر، افغانستان، فلسطین اور اریٹیریا کی آزادی سلب کرنے پر دشمنانِ اسلام کی مذمت کی گئی اور مسئلہ کشمیر کو اسلامی کانفرنس منعقدہ اسلام آباد اور اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس میں شامل نہ کرنے پر سخت رنج و غم کا اظہار کیا گیا حکومت پاکستان سے متعلق قرار دادوں میں محکمہ اوقاف، نصاب تعلیم اور ذرائع ابلاغ پر اقلیتی عقیدے کے عناصر کو مسلّط کرنے کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے علاوہ ان تینوں اداروں میں اہل سنت والجماعت کو ان کی اکثریت کے مطابق نمائندگی دی جائے۔ شیعہ اوقاف کی طرح سُنّی اوقاف بورڈ علیحدہ ہو اور بزرگانِ دین کے مزارات کی آمدنی کو ایسے مدارس میں صرف کرنا بند کیا جائے جو ان مزارات کو شرک گاہیں تصور کرتے ہیں اسی طرح نصاب تعلیم سے ایسے مصنفین کی کتابوں کو خارج کیا جائے جن پر امت اسلامیہ کو شدید اختلاف ہے۔ حکومت برطانیہ سے متعلق قرار دادوں میں مقامی محکمہ تعلیم پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمان بچیوں کے لئے الگ سکول کھولے جائیں نیز جرمنی اور فرانس کی طرح پاکستانی بچوں کو اردو پڑھانے اور سکھانے کا بھی انتظام کیا جائے، مسلمان بچوں کی مارننگ اسمبلی الگ ہو اور اس موقع پر انہیں اسلامی تعلیم دینے کا اہتمام کیا جائے۔ نیز دوپہر کو مسلمان بچوں کے لئے حلال کھانا مہیا کیا جائے۔ وزارتِ داخلہ سے ایک بار پھر کہا گیا ہے کہ جس طرح پاکستان میں عیسائی مذہب کے عوام کو ہر اتوار اور دیگر مذہبی تہواروں پر مع تنخواہ وقت دیا جاتا ہے اسی طرح یہاں مسلمان تارکینِ وطن کو بمعہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر رخصت دی جائے۔ ایک قرار داد میں ووکنگ کے ایک مقدمے میں عدالت کے فیصلے پر سخت افسوس کیا گیا کہ اس سے ملت اسلامیہ کو سخت رنج پہنچا ہے اور محکمہ انصاف سے گذارش کی گئی کہ اسلامک پرسنل لاء کو بلا تاخیر تسلیم کیا جائے اور مسلمانوں کے مذہبی قضیات کے فیصلے اسلامی عدالتوں سے اور اسلامی قانون کی روشنی میں کئے جائیں۔ عالم اسلام سے متعلق قرار دادوں میں تمام مسلمان ریاستوں سے اپیل کی گئی کہ بلا تاخیر اپنے ملکوں میں دستورِ اسلام نافذ کریں اور سامراجی خطرے سے نمٹنے اور غیر اسلامی ملکوں میں اسلام کے غیور فرزندوں پر ظلم و ستم کی روایت ختم کرنے کے لئے ایک مشترکہ فوج تشکیل دیں ایک اور قرار داد میں سعودی حکومت سے خصوصاً اور عالم اسلام سے عموماً درخواست کی گئی کہ حرمین شریفین کو تمام مسلمانوں کے لئے عام شہر قرار دیا جائے، مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ پر سے سعودی خاندان کے کنٹرول کو ختم کیا جائے۔ اور ان دونوں شہروں کا نظم و نسق سنبھالنے کے لئے ایک بین الاسلامی ادارہ قائم کیا جائے اسی طرح ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے تمام مسلمان ملکوں کی چاک و چوبند فوج کے مخصوص دستے متعین کئے جائیں جو اس ادارہ کے ماتحت ہوں نیز ان مقدس شہروں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس ادارے کو ہر اسلامی ملک فنڈ مہیا کرے اور دنیا بھر کے ہر مسلمان کو یہ کھلی اجازت ہو کہ جب چاہے اپنے مذہب و مشرب کے مطابق خانہ خدا اور شہر رسولؐ میں حاضری دے سکے۔ بعد ازاں مہمان خصوصی علامہ مشتاق احمد چشتی اور صدر کانفرنس علامہ پیر کرم شاہ ازہری نے اپنے خطابات میں قرار دادوں کی تائید و توثیق کرتے ہوئے مسلمانان برطانیہ کو عمل اور اتحادِ کامل کی تلقین کی اور واضح کیا کہ ملتِ اسلامیہ کی اسلام دشمن طاقتوں سے نجات کا راز فقط مکمل اتحاد و یک جہتی میں پنہاں ہے۔

مخدوم و محترم جناب حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

سلام مسنون۔ مزاج شریف۔ بریلوی فرقہ کے علماء نے انگلستان کی مُسلم آبادی کی پرسکون فضا کو جس طرح مسموم کیا اور جس طرح سے صحیح العقیدہ مسلمانوں کا وہاں جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔ آپ حضرات کو اچھی طرح معلوم ہی ہے۔

جناب کا احسان عظیم ہوگا۔ اگر منسلکہ فوٹوسٹیٹ[1] تحریرات کو اپنے مؤقر جریدہ کی پہلی اشاعت میں شائع فرمائیں۔ تاکہ عام مسلمانوں کو نزاکت حالات کا صحیح علم ہو جائے۔ اور وہ باہمی انتشار و منافرت کو دُور کر کے اتحاد و اتفاق کی تدابیر سوچ سکیں۔

احقر حضرتِ اقدس کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کا ملتجی ہے۔ دیگر احباب کی طرف سے بھی حضرتِ اقدس کی خدمت میں دعاؤں کا عرض ہے۔ والسلام

آپ کا خادم

احقر ایم۔ ایس چوہدری۔ چیئرمین (یورپین اسلامک مشن انگلینڈ)

---

[1] فوٹوسٹیٹ کے متن پیش خدمت ہیں ۔ اصل ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ (ادارہ)

:::::

متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون و امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے

آئمہ مساجد اور واعظین کے نام ایک سرکلر

وزارت قانون و امور اسلامیہ اور اوقاف کی انتظامیہ برائے امور مساجد تمام واعظین کرام اور خطبائے مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۲ء اپنے نماز جمعہ کے خطبوں میں نمازی بھائیوں کی توجہ قرآن مجید کے اس اردو ترجمہ (شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں۔ جو احمد رضا بریلوی نے کیا ہے اور اس کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مراد آبادی کی اردو تفسیر بھی درج ہے۔ قرآن کریم کے اس نسخہ میں دعائے ختم قرآن اور سورتوں کی فہرست شامل نہیں ہے۔ ان خلاف ورزیوں کے ساتھ ساتھ یہ ترجمہ شرک و بدعت اور باطل افکار و خیالات جیسے بنیادی غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنا یا چاہنا، ان کی منت ماننا، ان کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر کھانا چڑھانا، اور ان کی یوم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وغیرہ۔

مزید برآں رابطہ عالم اسلامی کا سکرٹریٹ تمام مسلمانان عالم کی توجہ ان خرافات، شر و بدعت اور بے بنیاد امور کے خطرناک ہونے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ جن پر یہ ترجمہ قرآن مشتمل ہے۔ اور تمام مسلمانوں سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ اس ترجمہ کے تمام نسخوں کو نذرِ آتش کر دیں تاکہ کلام الٰہی ہر طرح کی تحریف سے پاک و محفوظ رہے۔ خدا ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبد اللہ القرزی

اسسٹنٹ سیکرٹری برائے امور مساجد

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے !! (مدیر)

عشرہ مبشرہ

تصنیف: قاضی حبیب الرحمٰن صاحب منصور پوری
قیمت: ۱۵/- روپے
پتہ: مکتبہ نذیریہ جامعہ مسجد قبا، چناب بلاک اقبال ٹاؤن لاہور

حضور نبی کریم علیہ السلام کے رفقاء گرامی جنہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین کی سب سے عظیم جماعت تھے ان کے فضائل پر اللہ تعالےٰ کا کلام اور ارشادات رسالت ناطق و گواہ ہیں اور امت ان سب کے متعلق یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ علی الخصوص دس حضرات وہ ہیں جنہیں عشرہ مبشرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ زبان رسالت سے ان کا نام لے کر انہیں جنت کی بشارت دی گئی۔

ان حضرات گرامی کے حالات زندگی پر مشتمل یہ کتاب مشہور سیرت نگار بزرگ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے برادر زادے قاضی حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کے موئے قلم کا نتیجہ ہے۔ جس طرح بڑے قاضی صاحب نے رحمۃ اللعالمین کی تین جلدیں عشق و سوز میں ڈوب کر لکھیں اور ساتھ ہی ساتھ روایات کے استناد کا پورا پورا لحاظ کیا۔ اسی طرح چھوٹے قاضی صاحب نے یہ گلدستۂ عقیدت و محبت تیار کیا ہے۔ عبارت میں روانی و تسلسل اور شگفتگی ہے۔ روایات مستند ہیں اور تحریر ایسی کہ پڑھ کر روح وجد میں آ جائے کتاب اس سے پہلے متعدد بار چھپ کر اہل قلب و نظر کے لئے نسخہ شفا ثابت ہو چکی ہے۔ مولانا محمد حنیف یزدانی کی کاوشوں سے اب پھر پہلے سے زیادہ خوبصورت لباس میں سامنے آئی ہے اس کو حاصل کر کے اپنے قلب و نظر کی تسکین کا سامان فراہم کریں۔ ناشر موصوف مستحق تبریک ہیں۔ اللہ تعالےٰ بہترین اجر سے نوازے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اصلاحی انقلاب

مقالہ نگار: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
قیمت: . . . .
ملنے کا پتہ: مجلس معارف صوفیہ ۱۹۹/۴ کریم پارک، لاہور

"تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ" کا، قلم سید علی میاں کا — ع
"کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است"

برعظیم ہندوستان علماء سوء اور پیرانِ تسمہ پا کی گم کردہ راہ پالیسیوں کے سبب اکبر اعظم کے دور میں جس حال کا شکار ہو چکا تھا۔ اس کو پڑھنے کی آج کسی میں تاب نہیں —— قریب تھا کہ یہ وسیع خطہ ارضی ہمیشہ کے لئے اسلام کی برکات سے محروم ہو جاتا لیکن اللہ تعالےٰ کو اس سے بڑا کام لینا تھا —— خاک سرہند سے ایک گلیم پوش اٹھا اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی فراست سے کام لے کر اس نے اصلاح احوال کی جد و جہد شروع کی —— اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ مختصر سی دینی جمعیت فراہم کر کے "بزن" کا نعرہ لگا دیتا لیکن ہوتا کیا؟ اصل نتیجہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے، اپنا اندازہ یہ ہے کہ یہاں کی مختصر دینی جمعیت تہس نہس ہو جاتی: اس لئے عقل مندی اور درد مندی سے اس نے کام لیا بڑی محنت سے تلاش کر کے ان لوگوں کو جو اقتدار میں اہم پوزیشن کے حامل تھے اور ان میں دینی درد موجود تھا ان سے رابطہ قائم کیا اور مسلسل رابطہ رکھا مشورے ایسے دئے جو اثر کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور گو کہ اسے علماء سُو کی شرارتوں کے سبب جیل بھی جانا پڑا لیکن وہ ڈٹا رہا اور مسلسل محنت کرتا رہا۔ پھر چشم فلک نے یہ دیکھا کہ اکبر اعظم کا بیٹا جہانگیر امام مجدد کو شکار کرتے کرتے خود شکار ہو گیا اور جام و سبو توڑ کر وہ راہ اپنا لی جو اچھے لوگوں کی خوبی ہے —— علی میاں تاریخ دعوت و عزیمت لکھ رہے ہیں چار جلدیں آ چکی ہیں، چوتھی جلد اسی نابغہ کے لئے وقف ہے اس کا ایک باب جو امام مجدد کی اس خاموش جد و جہد کا پتہ دیتا ہے جس کا تعلق سلطنت کو راہِ راست پر لانا تھا —— مجلس معارف صوفیہ نے الگ سے چھپوا دیا ظاہری جامہ جتنا خوبصورت ہے باطنی کیفیات اس سے بڑھ کر خوبصورت ہیں۔ آج کا حکومتی ماحول قریب قریب ایسا ہی ہے جیسا اس وقت تھا لیکن اس کی اصلاح اس شہ دماغ مجدد کے طریق انقلاب میں ہے —— بالخصوص حضرات علماء کرام سے درخواست ہے اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ کہ اس رسالہ کو فی الفور حاصل کر کے اس کو مطالعہ میں لائیں تاکہ اپنے "پیشوائے سرہند" کی سعی و کوشش کو سمجھ کر اسی انداز سے محنت کی داغ بیل ڈالی جا سکے اور ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں —— مجلس معارف ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے۔ اللھم زد فزد۔

نذیر سنز کی مطبوعات

نذیر سنز ۴۰ اے اردو بازار لاہور کے مالکان کا اللہ بھلا کرے انتہائی اہم اور ضروری عنوانات پر قیمتی کتابیں اور تراجم اکثر چھاپتے رہتے ہیں اور تھوڑے وقت میں انہوں نے پبلشنگ کے میدان میں نام پیدا کر لیا ہے۔ اس وقت ان کی تین نئی کتابیں سامنے ہیں یعنی اصول الشاشی، علم حدیث اور چند اہم محدثین اور اعمال قرآنی۔

اصول الشاشی درس نظامی کی اہم ترین کتاب ہے اور اصول فقہ میں اس کا مقام بڑا نمایاں ہے۔ اس فن کی یہ پہلی کتاب ہے جو طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ علامہ غلام قادر لاہوری نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا تھا اور بڑی محنت سے۔ کیونکہ فنی کتابوں کا دوسری زبان میں ترجمہ بڑا ادق اور مشکل کام ہے فاضل مترجم نے جس سعی و کاوش سے ترجمہ کیا پبلشر نے اسی محنت سے اسے چھاپا —— "علم حدیث اور چند اہم محدثین" سالم قدوائی صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ پیغمبر اقدس علیہ السلام کے اقوال و افعال اور تقریرات پر مشتمل فن "حدیث نبویؐ" ہمارا عظیم سرمایہ ہے اور جن گرامی مرتبت بزرگوں نے کسی بھی درجہ میں اس فن کی خدمت کی ہے ان کے احسانات کا بدلہ پوری امت نہیں چکا سکتی —— سالم صاحب نے تدوین حدیث کے اہم ترین مسئلہ کو خوبصورتی کے ساتھ مختصر سے الفاظ میں سمیٹا ہے۔ ساتھ ہی اصول حدیث اور اصطلاحات حدیث کو شامل کر لیا ہے۔ بعد ازاں ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ جو بیک وقت محدّث و فقیہ تھے کا تذکرہ کیا ہے اس طرح کہ ان کی سراپا جہد و عمل زندگی کا عطر پیش کر دیا ہے۔ اور پھر "صحاح ستہ" کے گرامی مرتبت مرتبین حضرات کے حالات زندگی اسی طرح

سپرد قلم کئے ہیں گویا کم سے کم الفاظ میں ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے ——— سنی دینیات علی گڑھ کے ناظم مولانا تقی امینی جیسے فاضل علام نے مقدمہ لکھا اور قلم توڑ دیا۔ "اعمال قرآنی" حکیم امت تھانوی قدس سرہ کا شاہکار ہے جا بجا چھپنے والی مقبول ترین کتاب۔ لیکن اس ایڈیشن میں بے بہا اضافے ہیں، ترجمہ ہے اور اتنا کچھ ہے جو عام ایڈیشنوں میں نہیں ——— ۱۵/- ۱۵/۰۰ اور ۱۲/- روپے میں تینوں کتابیں دستیاب ہیں۔ اللہ تعالےٰ ناشر موصوف کو اجر سے نوازے اور ہمت و حوصلہ دے۔

مطبوعات امام ابوحنیفہؒ اکادمی

امام ابوحنیفہ اکادمی فقیر والی ضلع بہاولنگر کا تبلیغی مشن خوب سے خوب تر کام کر رہا ہے۔ مسلمانانِ عالم کی عظیم اکثریت کے امام و مقتدا، امام ابوحنیفہؒ کی عداوت و دشمنی میں خدا خوفی سے بے نیاز ہو کر سرگرم عمل رہنے والی جماعت غیر مقلدین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ اصولاً پیشِ نظر رہتا ہے اور یہ کام اس لئے مستحسن ہے کہ یار لوگ اس کے بغیر خاموش نہیں ہوتے۔ "خلف الامام فاتحہ" سے متعلق مولانا شبیر احمد جیسے فاضل دوست کا رسالہ معرکہ کا ہے جس سے انشاء اللہ شکوک و شبہات رفع ہوں گے۔ "اہل حدیث اور انگریز" بھی موصوف کے قلم سے ہے۔ آپ پڑھیں گے تو حیرت میں ڈوب جائیں گے "غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں" بھی مولانا ہی کا تحریر کردہ ہے۔ اور بڑے معرکے کا دلچسپ رسالہ ہے "بارہ مسائل" اور "ننگے سر نماز" اکادمی کے مدیر مولانا محمد قاسم کے قلم سے ہیں۔ بارہ مسائل میں جرابوں پر مسح، بھینس کی قربانی، جمعہ کی اذان ثانی، نماز جنازہ کا طریق، طلاق ثلاثہ جیسے اہم مسائل پر اکابر علمار اہل حدیث کی تحقیقات ہیں۔ اسی طرح ننگے سر نماز والا رسالہ میں بھی اسی اسکول کے اکابر کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔ ہر رسالہ اپنے موضوع پر مدلل ہے۔ اور ضرورت ہے کہ تبلیغی مقاصد کے تحت لکھے جانے والے یہ رسائل مخیر برادران احناف بکثرت تقسیم کریں۔ پہلے دونوں رسائل کی قیمت ۵-۵ روپے ہے، دوسرے دو کی ۲/۵۰ ۲/۵۰ اور آخری کے محض ۶۰ پیسے۔ جلدی طلب کریں۔

بقیہ : حضرت امتہ الجلیلؒ

گا اور ناموافق حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا۔ جب دنیا کی مشکلات اس کے دل کے دروازے پر دستک دیں گی وہ بے تابی سے ان کی طرف لپکے گا اور انہیں اس طرح برداشت کرے گا کہ گویا ان کے انتظار ہی میں تھا۔

ان کے بقول بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ولایت کا استحقاق اس شخص کو پہنچتا ہے جو دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہو اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو چکی ہو کہ دنیا عارضی شے ہے، اس کے ساز و سامان فانی ہیں اور یہ مال و دولت بالآخر ختم ہونے والے ہیں اور اس کے برعکس آخرت دائمی اور لازوال ہے۔ اس کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ آخرت کو دنیا پر بہر حال ترجیح حاصل ہے۔

فرماتی ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے ولی کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کو ہر چیز کا مالک سمجھے۔ اپنے مال و دولت کو زوال پذیر تصور کرے۔ غریب کی امداد کرے، مسکین سے تعاون کرے۔ جو لوگ سرمایہ کے بل بوتے پر غرباء کو تنگ کرتے ہیں۔ انہیں راہِ راست پر لائے کسی کو صرف اس بنا پر قابلِ احترام نہ گردانے کہ وہ سیم و زر کے ڈھیروں پر قابض ہے اور بے حد و حساب دولت کا مالک ہے۔

فرماتی ہیں ولی وہ ہے جو دنیا کی ناز و نعمت سے کوئی تعلق نہ رکھے اور دنیا کے لیل و نہار کو عارضی اور ناپائیدار قرار دے۔

سوئے منیٰ جاتے ہیں کون؟

جناب لال دین اخگر صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی

اے جہانِ رنگ و بو سوئے منیٰ جاتے ہیں کون؟ | چلتے آؤ، اے مری جاں! کس کو فرماتے ہیں کون؟
اس بیاباں میں بتا! رشکِ مَلک یہ کون ہیں؟ | ہاں خبر ہو گی تجھے، پیرِ فلک! یہ کون ہیں؟
اِس کہستانی فضا میں چار سُو انوار ہیں | اے منیٰ! یہ تیرے مہماں سیّد الاخیار ہیں
باپ ابراہیمؑ ہے، یہ ننھّا اسمٰعیلؑ ہے | اُن کی آمد میں خدا کے حکم کی تعمیل ہے
ہاں بنی آدم کو پھر خلعت عطا ہونے کو ہے | آسماں سے بالاتر رفعت عطا ہونے کو ہے
باپ پائے گا یقیناً آج خُلّت کا مقام | اور بیٹے کو عطا ہو گا شہادت کا مقام
ایک کا بازو اُٹھے گا حکم کی تعظیم سے! | ایک کی گردن جُھکے گی جذبۂ تسلیم سے
آسماں سے پوچھئے، شمس و قمر سے پوچھئے | اس جہانِ کہنہ کے دیوار و دَر سے پوچھئے!
اے زمیں والو! کبھی دیکھا ہے یہ منظر کہیں؟ | یا بتائیں کچھ ہمیں افلاک کے بالانشیں
باپ بیٹے کو لِٹائے واہ شہادت کے مزے | "یوں عبادت ہو، تو زاہد ہیں، عبادت کے مزے"
عشق کی منزل ہمیشہ مصلحت سے دُور ہے | مال و جاں قربان کرنا عشق کا دستور ہے
عقل ڈرتی ہے ہمیشہ گردشِ ایّام سے | عشق کی منزل پرے ہے چرخ نیلی فام سے

خاکیوں کو نوریوں پر یوں فضیلت مِل گئی
پورِ آذر کو زمانے کی امامت مِل گئی

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

روز افزوں مہنگائی کے سبب

ہدیے میں صرف ۵۰ پیسے کا اضافہ !!

ہدیہ فی پرچہ دو روپے

سالانہ	-/۱۰۰ روپے	ششماہی	-/۵۰ روپے
سہ ماہی	-/۲۵ روپے	ماہانہ	-/۱۰ روپے

- جو حضرات یکم اکتوبر سے پہلے سالانہ خریدار بن جائیں گے ان کے لئے -/۳۵ روپے کا حضرت شیخ الحدیث نمبر مفت ہو گا۔
- پرانے سالانہ خریدار حضرات بلا استثنیٰ ۲۵/ اکتوبر تک -/۳۵ روپے مزید ارسال فرمائیں اور اپنی خریداری کو باقاعدہ کروا کر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

کے لئے جن حضرات نے رقوم ارسال کیں تھیں، ان کو (سیرت پر) اشاعت خاص بھجوائی جا چکی ہے۔ جن حضرات کو ابھی تک (سیرت پاک پر) اشاعت خاص نہ ملی ہو وہ جلد دفتر سے رابطہ قائم فرمائیں۔ مکاتیب نمبر سنسر اٹھنے کے بعد شائع کیا جائے گا۔

(ناظم)